Title - RANGEEN INSHA

Creator - Mirza Saadat Yaar Khan Rangeen Aur Sayyed Insha Allah Khan Insha; Murattiba Nizami Badauni

Publisher - Nizami Press (Badaun)

Date - 1924.

Pages - 160

Subject - Urdu Shayari - Kulliyaat-o-Dawaween.

دل کی خوشی کے لیے سُنیے کچھ انشا سے آپ
بات ہیں اُس کی بھری ایک کرامات ہے

دیوان

رنگین انشا

مرزا سعادت یار خاں رنگین اور سید انشا اللہ خاں انشا
کا
مشہور کلام جو دہلی کی بیگماتی [illegible] اور عہد ماضیہ کے [illegible]
دہلی معاشرت کا آئینہ ہے

ترتیب
نظامی بدایونی

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں
۱۹۲۲ء
نظام الدین حسین پرنٹر
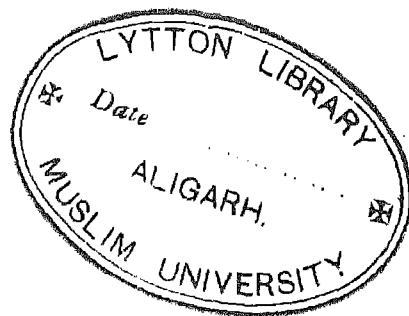
۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد رب العالمین اور نعت سید المرسلین خاکپائے شعرائے نکتہ چیں سعادت یار خاں رنگیں عرض کرتا ہے کہ بیچ ایام جوانی کے بہ نامہ سیاہ اکثر گاہ بیگاہ عرس شیطانی کہ عبارت جس سے تماش بینی خانگیوں کی ہے کرتا تھا اور اس قوم میں ہر ایک فصیح کی تقریر پر دھیان دھرتا تھا ہر گاہ چند مدت جو اس وضع پر اوقات بسر ہوئی تو اس عاصی کو اُن کی اصطلاح اور محاوروں سے بہت سی خبر ہوئی بس واسطے خوشی اُنھیں اشخاص عام بلکہ خاص کی بولیوں کو اُن کی زبان میں اس بے زبان ہیچمدان نے موزوں کر کے دیوان ترتیب دیا بقول شخصے گندہ بروزہ باختشاکہ نور دل ہر چند کہ گندہ مگر ایجاد بندہ لیکن اُس دیوان میں لغات اور محاورے ایسے ایسے نظم ہوئے تھے کہ جو اکثر یاروں سے سمجھے نہ جاتے تھے اور وہ اُن کے دریافت کرنے کو میرے پاس آتے تھے۔ ناچار وہ جو دقیق الالفاظ تھے اُن کو بندے نے اس دیباچہ میں اس طور سے شرح کر کے لکھ دیا تاکہ کسی لفظ کے معنی پڑھنے اور دیکھنے والوں سے رہ نہ جائیں۔

رنگین

فرہنگ محاورات بیگمات

ردیف الف

اودھل گئی۔ بدکار ہو گئی

اوردابیگنی۔ ترکنی کو کہتے ہیں جو محلوں میں اہتمام کرتی ہے۔

ات گت۔ یعنی بیحد و نہایت

المست یعنی بہت مست

انوکھی بات نئی اور نادر بات ہے

اونسانک لگائی۔ تہمت لگائی

اوگٹی ہے۔ جو بات نہیں کہنے کی ہے اس کو کہہ رہی ہے۔

انگابیٹ۔ سراپا جسم کو کہتے ہیں (ڈیل ڈول جسم کی بناوٹ)

اندر والا نہیں سمجھتا ہے جی نہیں مانتا ہے۔

ایسا کیا شہر شملہ پڑا ہے یعنی ایسا کیا شہر ناپرسان ہے کہ کوئی کسی کی داد کو نہ پہونچے

اپنی ایڑی دیکھ۔ یعنی نظر نہ لگا۔

اونشغالا اٹھایا ہے۔ یعنی طوفان اٹھایا ہے

آٹھ آٹھ آنسو روتی۔ یعنی زار زار روتی

اوپر والیاں چاہییں۔

اُسے علی کی سنوار۔ کوسنے کے مقام پر بولتے ہیں۔

ایڑی چوٹی پر سے وار دوں۔ اپنے سرپاؤں سے قربان کردوں۔

اترائی ہے برتو غلط ہوتی ہے۔

اُس کو چیلوں کو دوں۔ کوسنے کے مقام پر

پر کہتے ہیں یعنی اس کے گوشت کو چیلوں کو
دوں۔
اہلی گہلی پھرتی ہی۔ خراماں اور نازاں
پھرتی ہی
اپنے دلوں سے صاف ہی۔ جی سے
صاف ہی۔
اپنی بیتی کہہ۔ اپنی سرگذشت بیان کر۔
اپنی والی پر اگر آون۔ اگر بدخلقی پہ
کمر باندھوں اور اپنی بات کی پیچ کروں تو
غضب ہو۔
آڑے دن روٹھتی ہی۔ مدام روٹھتی ہی۔
اوجلی۔ دھوبن کو کہتے ہیں۔
اوپر والا ہوا۔ چاند ہوا۔
اچھوانی۔ کئی ایک دوائیں ہوتی ہیں
کہ زچہ کو بعد لڑکا جننے کے جوش کر کے
پلاتے ہیں۔
اوڑ جاوے۔ مرجائے۔
آتون جی۔ پڑھانے والی کو کہتے ہیں۔
ایک آنکھ نہ بھایا۔ ذرا پسند نہ آیا۔

ان گنا مہینہ ہی۔ آٹھواں مہینہ ہی۔
اکل کھُری ہی۔ یعنی دو چار ہیں ل
نہیں بیٹھتی ہی۔
الاچی۔ دوگانا۔ اور
زناخی اور
دوست اور سہ گانہ اور
گویاں یہ سب ایک معنی رکھتے ہیں
الاچی اُس کو کہتے ہیں کہ جو الاچی کے
دانے باہم دیگر کھاتے ہیں اور
دوگانہ وہ کہ جو بادام توام کو ایک ایک
کھا کر دوگانہ ہوتی ہیں اور
زناخی اُس کو کہتے ہیں کہ سینہ مرغ میں
سے ایک ہڈی نکلتی ہی اُس کو توڑ کر باہم
زناخی ہوتی ہیں اور
دوست بھی اسی معنی میں آتا ہی۔
سہ گانہ اُسے کہتے ہیں کہ جو دوگانہ کی
دوگانہ ہوتی ہی اگرچہ کمال محل رشک
ہوتا ہی لیکن بہ پاس خاطر دوگانہ کے اس کو
سہ گانہ کہتے ہیں اور

گوئیاں اصطلاح پورب کی ہی یہ لفظ اگرچہ
اردو میں ٹکسال باہر ہی اور بیگمات کے
نزدیک بھی معیوب ہی لیکن حال میں از راہ
تمسخر کے اکثروں کی زبان پر آجاتا ہی
مگر ان سب باتوں سے مراد یہ ہی کہ اکثر
باہم چپٹی کھیلنے والیوں کے یہ رشتے
ہوتے ہیں۔

ردیف ب

بتنگڑ کرتی ہی۔ یعنی بات کو بڑھاتی ہی
بیٹھک۔ اچھا ستھرا فرش کرتی ہیں اور
نہا دھو کر اس پر بیٹھتی ہیں اور میاں شیخ
سدو یا میاں شاہ دریا یا سکندر شاہ
یا زین خاں یا نتھے خاں یا پریاں یا بی
بچھڑی اُن کے سر پر آتی ہیں۔
بوبو اُس کو کہتے ہیں کہ جس نے بڑی
لونڈی کی گود میں پرورش پائی ہووے
بتانا۔ لوہے کا کڑا ہوتا ہی کہ جس سے
چوڑیاں پہنائی جاتی ہیں۔

بڑھاؤ پوشاک۔ اُتارو پوشاک۔
بڑارٹن۔ بڑی لونڈی کو کہتے ہیں
بلّلی ہی احمق ہی۔
بڑما اُس کو کہتے ہیں کہ جو بڑی نہو اور
اپنے آپ کو بڑا جانے۔
بسورتی ہی۔ رونے کا منہ بناتی ہی۔
بے نماز ہوئی۔ حیض آیا۔
بغل کا گھونسا ہی۔ دشمن ہی۔
بیڑی پہنائی ہی۔ حضرت بوعلی قلندر کی
منت کی نیلے سوت کی لچھی پہنائی ہی۔
بیدید ہی یعنی بے مروت ہی۔
بٹلا منہ ہی۔ گول منہ ہی۔
بھنبوڑا۔ دانتوں سے چیرا اور پھاڑا
برنی۔ پلکوں جھڑی۔
بوٹا سا قد ہی۔ چھوٹا سا قد ہی۔
بلبلاتی ہی۔ منت اور زاری کرتی ہی
بے رُخ ہوئی ہی۔ بے مروت ہوتی ہی
اور آنکھ نہیں ملاتی ہی۔
بکٹا بھرا۔ چنگل بھرا اور نوچ لیا۔

بھُور چولھے کی جلی ہوئی زرد مٹی کو کہتے ہیں۔ بھر بھراہٹ ہے۔ سوجن ہے۔

بڑا انسا جال ہے۔ بہت پیچ در پیچ رشتے

بڑے بول کا سر نیچا ہے۔ بری بات کرنا نہ چاہیئے اُس سے توبہ ہے

بڑی چیز اُٹھاتی ہے۔ قرآن شریف کی قسم کھاتی ہے جن کو نہانے کی حاجت ہوتی ہے وہ ادب سے اور ڈر سے نام قرآن شریف کا نہیں لیتی ہیں اور یوں کہتی ہیں

بھنڈار قدمی ہے۔ بد قدم ہے

بھونگڑا۔ بھونڈی اور بدزیب چیز کو کہتے ہیں

بُڑھبل۔ بڑھیا۔ بیہودہ کو کہتے ہیں۔

بیر دوڑاتی ہے۔ موکل دوڑاتی ہے۔

بوغبند۔ بڑی گٹھڑی کو کہتے ہیں۔

بُڑھیّ۔ مادہ خوک کو کہتے ہیں۔

بیچا۔ بلا۔

بتولے۔ فریب نہ دے۔

باجی اُس کو کہتے ہیں کہ جو چھوٹے سن میں جنتی ہے تو اُس کو اس کی بیٹی اگر ماں کہے تو شایانِ شان نہیں بس وہ باجی کہتی ہے غرض یہ لفظ ترکی ہے کہ باجی بہن کو کہتے ہیں

بدن۔ عورت کے عضوِ مخصوص اور مرد کے عضوِ مخصوص کو بھی کہتے ہیں (رنگین نے بھی معنی فحش الفاظ میں بیان کیے ہیں)

بڑھ بھس لگا ہے۔ یعنی بڑھاپے میں مسخراپن کرتی ہے۔

بھدرک نہیں۔ تمہاری بات نہیں تمہاری بات میں استواری نہیں ہے۔

برکی ماری ہے۔ یعنی افسوں مارا ہے۔

بہلی ہے۔ یعنی بے مزہ اور پھیکی ہے۔

بھسٹل یعنی کثیف۔

بخشو۔ مجھے معاف کر دیجیے۔

ردیف پ

پھاپھا۔ فریاد کش یعنی دلالہ۔

پھپھٹا مالی ہے۔ تھوڑی بات کو زیادہ کرنے والی یعنی قضیہ دلال مشترہ محاورہ اہلِ پنجاب کا ہے۔

پائل بچہ ہوا۔ پائل بچہ اُس کو کہتے ہیں
کہ جس لڑکے کے جنتے وقت پہلے پانوں
نکلتے ہیں۔
پرچاک پائی یعنی اجازت اور کمک
پائی۔
پھوا پچھوا۔ ایک کھیل ہے کہ جو لڑکیاں
باہم ہاتھ جوڑ کے چاپچیریاں لیکر کھیلتی ہیں
پچھوا۔ اپچھکا۔ بخار ہے۔
پھول ہونے کے دن آئے یعنی
کپڑے ہونے کے دن آئے۔
پیٹ کی ہلکی ہے۔ بات کی امانت دار
نہیں ہے۔ افشا کر دیتی ہے۔
پٹ جاوے گی۔ سوجن کم ہو جاویگی
پھرول دیا یعنی کھول دیا اور افشا کر دیا
اور پراگندہ کر دیا ان سب مقاموں پر بولتے ہیں
یہ بھی پنجاب کا محاورہ ہے۔
پڑیاں۔ دو وضع کی ہوتی ہیں ایک تو یہ
کہ شیرینی پر چنچل بی بی کے نام کی فاتحہ دلا کر
بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سبند ورا
عبیر کی پڑیاں اُن کے نام پر اوڑا دیتی ہیں
پھوٹ یعنی درگزر۔
پیر سے یعنی ضد سے اور بخیلپے سے۔
پنساریاں انھیں کہتے ہیں کہ پنسیں دوادل
کو کوٹ کر لڈو کی طرح بناتے ہیں اور جاڑوں
میں کھاتے ہیں۔
پگڑی والا۔ حکیم۔ رات کو اور صبح کو شگون کے
جان کر نام نہیں لیتے ہیں پگڑی والا کہتے ہیں
پانوں بھاری ہے۔ پیٹ سے ہے۔
پچھول پڑی آگ لگے۔
پچھادی۔ انگیا کی آستینوں کے پاس کے
کپڑوں کو کہتے ہیں۔
پٹی۔ ایک تو بیاری کو کہتے ہیں دوسرے
بطور صندوقچے کے ایک بنی چیز ہوتی ہے

ردیف ت

تھل بیٹھو یعنی آرام کرو۔
تھگلی۔ پیوند۔
تار بتار کر دیا یعنی تار تار کر دیا۔
تھنکاریاں۔ بیڑیاں۔

تلپٹ کردیا ہی - برباد کردیا ہی -
تیرے کارن - تیرے باعث یہ اہل
پنجاب کا محاورہ ہی -
تکا بوٹی کرنا - ٹکڑے ٹکڑے کرنا بیگمات
کے محاورے میں اگلی پچھلی باتوں کے
بکھان ڈالنے کو کہتے ہیں -
تخت کی رات - بیاہ کی رات -
تھس تھس گئی ہی - ستیاناس گئی ہی -
تیجی ہی - شوخ ہی اور گرما گرم ہی -
تہیائی ہی - تیز ہی - اب اس جگہ تتیا بولتے ہیں
تورا جتاتی ہی - یعنی اپنی بزرگی دکھاتی ہی
غرور کرتی ہی -
تھنکارا - نزلہ
تیونا لاگیا - سلیقہ اور گھڑپن
کارشناسی - کی -
تلے دانی - ایک چھوٹی تھیلی واسطے
سوئی اور پیچاک رکھنے کے - بناتے ہیں
اُس کو کہتے ہیں -
تیس دن بچپن ہوں - یعنی مدام بچپن
ہوں -
تیر بیز کروں - تیروں سے چھلنی کروں
تپش میں ہی - یعنی غصہ میں ہی دطپش
ط سے صحیح ہی مگر رنگین نے زنانہ محاورہ
میں تپش لکھا ہی - مولف)
تو تڑی جوڑتی ہی - یعنی طوفان لیتی ہی -
تیری بہا دیں کچھ نہیں - یعنی تیرے
حساب میں کچھ نہیں - ہی
تانستی ہی - ڈراتی ہی - گھڑکتی ہی اور بُرا
کہتی ہی -
تیرا نور اُڑ جائے - تیرا حُسن جاتا رہے
تومڑ ڈالا - پراگندہ کیا -
تلے اوپر - تہ و بالا - اوپر نیچے -
لگاتار -
تختی - سینہ اور کمر اور بازو کو کہتے ہیں

ردیف ٹ

ٹھیکری - یعنی پیشانی مقام مخصوص کیا
ٹوہ میں ہی - تلاش میں ہی -

ٹسوے بہاتی ہی - یعنی روتی ہی -
ٹھنڈی کر ڈالوں گی - توڑ ڈالوں گی
ٹوکی - کٹوریوں کو کہتے ہیں -
ٹھنڈی نکلی - بیتلا نکلی -

ردیف ج

جل جوگنی - چیل -
جلے پانوں کی بلّی - اس کو کہتے ہیں
کہ جو گھر بہ گھر ناحق پھرتی ہی -
جیا - اُسے کہتے ہیں کہ جو دودھ پلائی
ہو یا جسے بجائے دودھ پلائی دائی کے
جانتے ہیں -
جی بھاری نہ کر یعنی رو نہیں تو -
جی کا بخار نکالا - جی کا ارمان نکالا -
جھل بجھی - خواہش شہوانی -
جیبی - ایک کمان کی مانند چیز ہوتی ہی
کہ جس سے زبان کو صاف کرتے ہیں -
جھلکا - قریب منہ کے آگ لانے کے
مقام پر بولتے ہیں -

جھنجھوڑا یعنی ہاتھوں سے چیرا -

ردیف چ

چندیاسے پرے ہٹ - یعنی میرے
سے دور ہٹ -
چرباک ہی - یعنی زبان دراز فریبی ہی -
چاؤ - یعنی ارمان -
چھوچھو اس کو کہتے ہیں کہ جو لونڈی ہم عمر
برابر کی ہوتی ہی اور ساتھ کھیل کے بڑی
ہوتی ہی -
چونڈا - سر کے بال اور سر کو کہتے ہیں -
چھٹیل ہی بھٹے باز ہی -
چھتیسی ہی - آٹھوں گانٹھ کمیت ہی
چھاتی پر مونگ دلی - رقیب کے
سامنے معشوق کو ساتھ رکھ کر اس کو
آتش رشک سے جلایا درنگین نے
اس مطلب کو فحش الفاظ میں بیان
کیا تھا مولف نے الفاظ بدل دیے ہیں
چھاجوں مینہ برستا ہی - یعنی بہت سنا

مینہ برستا ہی۔

چھب۔ اوڑھنے اور پہننے کو کہتے ہیں۔

چھدا۔ اُس مقام پر بولتے ہیں کہ ایک بات ایسے وقت پر کہی کہ وہ نہ مانے اور اپنی گردن سے بوجھ اُترے۔

چپس گئی ہی۔ فقط انگیا کے مقام میں بولتے ہیں۔

چپسی ہی۔ یعنی خوب گرما گرم ہی۔

چواؤ۔ چرچا اور تکرار یہاں تک جس میں جب رسوائی کا حد سے زیادہ ہو

چڑیا۔ انگیا کی دونوں کٹوریوں کے بیچ کی دوخت کو کہتے ہیں۔

چوچل ہائی ہی۔ یعنی نخرے کرنیوالی ہی

ردیف ح

حف نظر۔ نظر بد دور۔

حرفت بازی کی۔ یعنی فریبی اور مکار ہی۔

حامی بھری ہی۔ یعنی اقرار کیا ہی۔

ردیف خ

خدا سمجھے تجھے۔ یعنی تو خدا کے غضب میں گرفتار ہووے۔

خشکہ کھاؤ۔ یعنی جاؤ اور خوش رہو

خبلاپن ہی۔ احمق پن ہی۔ خبلا ہو واہی ہو۔

ردیف د

دائی کو میری کوستی ہی یعنی مجھ کو کوستی ہی

دن ٹل گئے یعنی ایام حیض کے ٹل گئے۔

دوگانہ۔ جو باہم بادام توام کو کھاتی ہیں اور چپٹی کھیلتی ہیں۔

دوپٹی۔ ایک وضع کی جالی ہوتی ہی کہ اس کا دوہرا تانا ہوتا ہی۔

دو منہ ہنس لی - یعنی ذرا ہنس لی -
دھندلے یا دھن - یعنی مکر اور فریب اور حیلے یا دہن -
دھو کر اٹھایا ہی - یعنی منت جو مانتی ہیں تو قاعدہ ہی کہ واسطے یادداشت کے چھلّہ یا پیسہ یا روپیہ ادب سے دھو کر چھوڑتی ہیں بعد مراد بر آنے کے نیاز کر دیتی ہیں -
دو جی سے ہی - یعنی پیٹ سے ہی -
دو حرف بھیجتی ہوں - یعنی لعنت بھیجتی ہوں -
درد کھاتی ہی - یعنی لڑکا جننا چاہتی ہی -
ددا - اُس کو کہتے ہیں کہ جس لونڈی کی گود میں پرورش پاتے ہیں -
دال میں کالا ہی - اس میں کچھ خلل ہی -
دونا - نیاز -
دِوَالیں - انگیا کی کٹوریوں کے نیچے کے ٹکڑوں کو کہتے ہیں -
دو بھر ہوا - یعنی مشکل ہوا -
دور پار - خدا نہ کرے -
دوہاجو - وہ جس کا پہلا خصم مر جائے اور دوسرا خصم کرے یا وہ مرد جس کی پہلی جورو مر جائے اور دوسری جورو کرے -
دیوسا - یعنی روز مرنے کا جس دن مرد مرا ہو -

ردیف ر

رو یا - یعنی چھچھوندر جانور -
راج کرے یہ الفنت - یعنی آگ لگے اس الفنت کو -
رنگیلی ہی - یعنی بد ذات ہی -
رائی بیٹا کی چوڑیاں - ایک وضع کی عمدہ چوڑیاں ہوتی ہیں -
رسّی - عورتیں سانپ کو رات کے وقت رسّی کہتی ہیں -
رہٹی باندھی ہی - معمول باندھا ہی -
رُخ بدلا ہی - ادھر سے منہ پھیرا اور

دوستی موقوف کی۔
روٹی اٹھائی۔ قرآن شریف اٹھایا یہ لفظ ادب سے اور ڈر سے بولتے ہیں بلکہ بیشتر جو ناپاک ہوتی ہیں تو وہ اس طرح سے کہتی ہیں۔

ردیف ز

زناخی۔ جو زناخ توڑ کر باہم زناخی ہوتی ہیں۔
زمین دیکھی۔ رنگین نے زمین دیکھنے کے معنی رد کرنا لکھا ہے یعنی قے کرنا۔ اور زمین دیکھنا ذلیل ہونے سے بھی مراد ہے مولف
زہر کی گانٹھ ہے۔ بدذات ہے۔ اور بدباطن ہے۔
زمین کا پیوند ہو جائے۔ مرجائے۔

ردیف س

سکہ بٹھایا ہے۔ حکم بٹھایا ہے۔
سنائی آئے۔ خبر کسی کے مرنے کی آئے۔ یہ بھی محاورہ اہل پنجاب کا ہے لیکن اکثر بیگمات کی زبان پر جاری ہے۔
ستھرائی۔ جھاڑو۔
ستنیا۔ یعنی بہنی یہ لفظ غصے کے وقت بولتے ہیں۔
سرچوٹ ہے۔ یعنی خلاف مرضی ہے
سہیلی۔ لونڈی۔ جو ہم عمر برابر کی ہوتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں۔
سیلی۔ اس کو کہتے ہیں جو رونگٹے پیروں پر نکلتے ہیں۔
سنجوگ۔ ملاقات۔ ملاپ باہم۔
سہنک اس کو کہتے ہیں کہ جو نیاز حضرت خاتون جنت کی ہوتی ہے صحیح لفظ صحنک ہے
سکھی وہ لڑکی جو ذات اور عمر اور دولت میں برابر ہوتی ہیں
سنکو۔ جو چھپ کر باتیں سنے۔

ردیف ش

شفتل۔ یعنی نالائق اور بدکار۔

ستھرتی ملونگی۔ یعنی ستھرا ملونگی۔

شاہ کملی کا تکیہ۔ شاہ جہان آباد میں حضرت قطب صاحب کی درگاہ میں ایک تکیہ ہے کہ وہاں اکثر بیگمات عرس میں جاتی ہیں اور وہاں کی فقیرنی کا امیرزادی تھی اور وہاں فقیر ہوکر بیٹھی تھی اُس کا نام شاہ کملی تھا جن دنوں میں کمال ضعیف تھی بندہ نے بھی اُس کو دیکھا ہے۔ مدام پوشاک بہت ستھری پہنتی تھی۔ نہایت پاک اور پاکیزہ رہتی تھی اور مکان کو بھی حد سے زیادہ صاف اور شستہ رفتہ رکھتی تھی اور خود بھی باوجود اس ضعیفی کے نہایت خوب صورت تھی

شدخوری۔ یہ لفظ حقیقت میں شورہ خوردہ تھا یعنی دیوار خشت شورہ خوردہ اس کو بیگمات نے اختصار کرکے شدخوری ٹھہرایا ہے یعنی ناکارہ اور ناقص اور موزوں اور کہنہ ہے۔

شی پائی۔ یعنی اجازت پائی۔

شہتوت کٹایا۔ عضو مخصوص کٹایا رنگین نے اس موقعہ پر فحش لفظ لکھا

شتّالح۔ یعنی حرام کار۔

ردیف ص

صندل گھسیں۔ یعنی چپٹی لڑیں۔

صبورا۔ یعنی مصنوعی عضو مخصوص کچا چمڑے کا یا ہاتھی دانت کا یا پیسوں کا جو واسطے تشفی خاطر کے بناتی ہیں۔ اور اس میں لعاب بہدانہ یا لعاب اسپغول کو بھرتی ہیں۔

صبر سمیٹتی ہے۔ یعنی طوفان لیتی ہے۔

ردیف ط

طبق۔ اُس کو کہتے ہیں کہ جو چیز پر یوں کی نیاز کی ہوتی ہے۔

ردیف ف

فلانی ۔ بلا کو کہتے ہیں ۔ اور اندام نہانی کو بھی کہتے ہیں (یہاں رنگین نے فحش لفظ لکھا ہے ۔

فطرتی ہے ۔ یعنی مکار اور حیلہ باز ہے ۔

ردیف ق

قطامہ ۔ یعنی کٹنی ہے ۔

قصہ باندھا ہے ۔ یعنی قصہ شروع کیا ہے اور معرکہ برپا کیا ہے ۔

قادری ۔ وہ قسم سینہ بند کی جو چین دار ہوتی ہے ۔

قرق بٹھاتی ہے ۔ یعنی حکم بٹھاتی ہے اور منا ہی کرتی ہے ۔

ردیف ک

کرتوت ۔ یعنی جادو اور وہ فعل کہ جو زبوں ہو ۔

کٹر ۔ یعنی سنگدل ۔

کھٹلے ۔ کان کے اوپر کے سوراخ کو کہتے ہیں ۔

کوکھ سے ٹھنڈی ہے ۔ یعنی اولاد والی ہے

کھڑا دونا دونگی یعنی نیاز مشکل کشا کی دست بدست دوں گی ۔

کالے کوس ہے ۔ یعنی بہت دور ہے ۔

کاکا ۔ اُس خواجہ سرا کو کہتے ہیں کہ جس کی گود میں باپ نے پرورش پائی ہو ۔

کھاک سی ۔ وہ جو زچہ بعد جننے کے پیٹ کھجلاتی ہے اور لکیریں سپید سپید موٹی موٹی پیٹ اور چھاتیوں میں اور رانوں میں پڑ جاتی ہیں ۔

کنوٹھی ہیں ۔ یعنی بہاو ہیں ۔

کیڑیاں نکالی ہیں یعنی جو نکتیں نکالی ہیں

کسی سے اٹکی ہے ۔ یعنی کسی پر مفتون ہے

کشتی ۔ سر میں تیل ڈالنے کی پیالی کے طور سے ہوتی ہے اُس کو کہتے ہیں ۔

کڑبل ڈال۔ یعنی کھول ڈال اور تہ وبالا کر ڈال۔

کارن۔ باعث۔

کُسّو یعنی قحبہ

کہرام مچایا ہی۔ یعنی ماتم بیحد کیا اور رونا پیٹنا اور شور وغل مچایا ہی۔ مگر یہ کہ یہ لفظ قہر عام ہی اور اکثروں کی زبان پہ ہی اور اُردو دے معنی کے مرد اور رنڈی سب بولتے ہیں۔ محاورہ رنڈیوں کا نہیں ہی۔

کیجا جان۔ دائی کو کہتے ہیں۔ یا اُسے کہ جسے بجائے دائی کے سمجھتے ہیں۔ یا جسے جان کی برابر عزیز سمجھتے ہیں۔

کھڑپی۔ انگیا اور پشواز کی موڈھوں کی تراش کو کہتے ہیں۔

کاڑا۔ کئی ایک دوائیں ہوتی ہیں کہ اُنھیں پیٹ گرنے کے واسطے پلاتے ہیں

کوکا۔ دودھ پلائی دائی کی بیٹی کو کہتے ہیں۔

ردیف گ

گھر گھالے ہیں۔ یعنی گھر برباد کیے ہیں یہ لفظ ٹکسال باہر ہی لیکن شوخی اور بانکپن کی راہ سے زبان پر لاتے ہیں۔

گرج کر بولے۔ یہ آواز مہیب ڈرا کر اور چلّا کر بولے۔

گاتت۔ چھاتیاں۔

گود بھری جاتی ہی۔ یعنی جب حمل کو سات مہینے گزرتے ہیں تو اس کی خوشی ہوتی ہی۔ اور بڑی بوڑھیاں واسطے شگون کے اس کی گود میں اقسام کے میوے بھرتی ہیں۔

گاچ۔ فرنگ کا ایک کپڑا بہت باریک درخت کی چھال کا بطور لاہی کے ہوتا ہی

گلٹی اس پھوڑیا کو کہتے ہیں کہ جو گلے کے اندر نکلتی ہی قریب تالو کے۔

گھر کھوج مٹی یعنی ستیاناس گئی۔

گھگیاتی ہی۔ یعنی بہت منت کرتی ہی اور

عاجزی کرتی ہی۔

ردیف ل

لکّھا ہی۔ یعنی چغل خور ہی۔
لُتّڑی ہی۔ جو ادھر کی اودھر اور اودھر کی ادھر لگاتی ہی۔
لیڑو۔ بیہودہ کو کہتے ہیں۔
لو۔ کان کی جڑ کو کہتے ہیں۔
لہو پانی ایک کیا۔ یعنی بہت غصہ کیا اور نہایت طیش کھایا۔
لکھوٹا اور لاکھا۔ پان کے رنگ کو کہتے ہیں کہ جو ہونٹھ پر لگاتے ہیں۔
لھٹی ہی۔ یعنی فریفتہ ہی۔
لگائی بجھائی ہی۔ یعنی دراندازی اور غمازی کرتی ہی۔
لشکر والا۔ یعنی خصم۔
لُوکا لگے یعنی آگ لگے یہ بھی محاورہ اہل پنجاب کا ہی۔
لپکا اُس بات کا ہی۔ یعنی مدام خواہشمند

جماع کی ہی۔
لوٹھا ہی۔ یعنی مسٹنڈا ہی۔

ردیف م

مانگ سے ٹھنڈی ہی۔ یعنی سہاگن ہی
مان کرتی ہی۔ یعنی غرور کرتی ہی۔
ملیامیٹ ہوا۔ یعنی برباد ہوا
مانڈھ مجھسے نہیں اُٹھ سکتا یعنی ناز بیجا مجھ سے نہیں اُٹھ سکتا۔
مسکی۔ فقط چولی کے حق میں بولتے ہیں
منھ پھوڑ کر کھا۔ یعنی بے شرم ہو کر کھالے۔
مت ماری گئی یعنی عقل ماری گئی یہ بھی محاورہ اہل پنجاب کا ہی۔
منہ بھرائی دی۔ یعنی رشوت دی
دیناک۔ یعنی آنکھ کی پتلی۔
میلے سر سے ہی۔ یعنی کپڑوں سے ہی۔
میرے منہ سے چاہتے ہیں۔ میرے باعث اور میری خاطر سے چاہتے ہیں

ٹسکنا سا ہی۔ چھوٹا سا ہی۔

مردار ہی۔ یعنی چھپکلی ہی۔

بیٹھا برس ہی۔ تیرھواں یا اٹھارہواں برس ہی۔

میرے منھ سے ہی۔ میرے باعث سے ہی۔

مرداری۔ چھپکلی۔

مرچ ہی۔ بہت گرما گرم اور تیز ہی۔

ماکٹ۔ انگیا کی کٹوریوں کو کہتے ہیں

معمول کے دن ٹل گئے۔ حیض کے دن ٹل گئے۔

ماموں۔ سانپ کو کہتے ہیں۔

مغز کے کیڑے نہ اڑاو۔ یعنی سر نہ پھراو

محرم۔ انگیا

ملنے سے مجھے چڑ ہی۔ جماع سے مجھے نفرت ہی۔

ہیں۔ یعنی خدانخواستہ یا خدا نہ کرے کے مقام پر بولتے ہیں۔

ناگن۔ گدی کے اوپر سر کے بالوں میں ایک بھونری ہوتی ہی اس کو کہتے ہیں

نامیاں۔ یعنی چڑیلیں۔

ناگہ کی چوڑیاں۔ ایک قسم کی چوڑیاں بہت عمدہ ہوتی ہیں انھیں کہتے ہیں

ناک چوٹی میں گرفتار ہی۔ یعنی صاحب غیرت ہی اور نخوت اور پندار میں گرفتار ہی۔

ناگوڑی ناٹھی ہی۔ بیکس اور بے اولاد ہی۔

نہورے۔ نہیں بھاتے۔ گلہ نہیں بھاتا

ناک نہ رہی۔ یعنی عزت اور حرمت نہ رہی

نیم تنا۔ لطور کرتے کے بہت کلیوں کا ہوتا ہی۔

ننگی شمشیر ہوں۔ یعنی بے محابا اور نڈر ہوں۔

ردیف ن

نوج۔ نج۔ دونوں ایک معنی رکھتے

ردیف و

وہ بات ہوگئی۔ مجامعت ہوگئی۔

ردیف ہ

ہوکا ہے۔ یعنی قناعت اور سیری نہیں۔
ہر بائی ہے۔ یعنی ہر کام کی ہے۔
ہرجائی ہے۔ یعنی تلون مزاج ہے۔
ہوک۔ پسلی کے درد کو کہتے ہیں۔
ہاتھ پتھر کے تلے ہے۔ یعنی مقام مجبوری ہے
ہلکان ہوئی۔ یعنی حیران ہوئی۔
ہلجان۔ شادی کے بعد ہر ایک پیسے ملا کر پوری حلوا کچوری منگا کر کھاتی ہیں۔
ہتیلی میں چوریڑا۔ یعنی مہندی کے رنگ میں سپید دھبہ رہ گیا۔
ہمیں ہی ہی کرے۔ یعنی ہمارا مردہ دیکھے اور پیٹے۔
ہماری ہتی کھاوے یعنی ہمارا حلوا کھاوے۔
ہینگو۔ بلی کو کہتے ہیں اور بسنتر نکٹی بھی کہتے ہیں یعنی رات کو چلتے ہیں اس کا نام نہیں لیتی ہیں۔

ہولا جولی نہ کر۔ یعنی گھبرا نہیں۔
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہوں۔ یعنی بیکار بیٹھی ہوں۔

ردیف ی

یگانہ۔ وہ کہ جس نے ارادہ چپٹی لڑنے کا مصمم کیا ہو لیکن ابھی کچھ نہ ہوا ہو۔
یہ کس کا موت ہے۔ یعنی یہ کس کا نطفہ ہے

شیخ سدّو
میاں زین خاں
میاں صمد جہاں
پیر مٹیلے۔
ننھے میاں
چہل تن
میاں شاہ دریا
شاہ سکندر
ساتوں پریاں یعنی
لال پری
سبز پری

سیاہ پری۔
زرد پری
دریا پری
آسمان پری
نور پری۔ ان سب کو بہت مانتی ہیں اور
اپنا ہادی اور رہنما جانتی ہیں لیکن میاں
شاہ دریا اور شاہ سکندر اور ساتوں
پریاں سب کے حق میں یہ کہتی ہیں کہ یہ سب
بھائی اور بہن ہیں ان کو جنت سے حق
سبحانہ تعالیٰ نے حضرت خاتون کے
ساتھ کھیلنے کو بھیجا تھا کہ خدمت کیا کریں
اُن کی لونڈیاں اور غلام ہیں۔ پس اس
سبب سے ان کو اُن سب سے افضل
سمجھتی ہیں بالکہ
میاں شاہ دریا اور
سکندر شاہ کو بیشتر نوری شہزادہ
کہتی ہیں یعنی ان کی خلقت نور سے ہے۔

فقط

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

تمام شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

ردیف الف

واری ترے جاؤں میں خالق ہے تو خلقت کا / کب مجھ سے بیاں ذرہ ہووے تری قدرت کا

کچھ مجھ کو گناہوں کا خطرہ نہیں محشر میں / چھوڑوں گی نہیں دامن خاتون قیامت کا

تو وہ ہی جواں جس نے پھر کر کے زلیخا کو / یوسف کو کیا مفتوں اس چاند سی صورت کا

پہلو سے گئی واں تک تھا رابعہ بصری کو / یہ شوق دیا تو نے کعبے کی زیارت کا

جو نوح کی بیٹی تھی تھا واعلہ نام اُس کا / طوفاں میں کیا تو نے مورد اُسے لعنت کا

اور حضرت عیسیٰ کو بن باپ کیا پیدا / مریم کا مرے والی شاہد ہے تو عصمت کا

قربان ترے مجھ سے اور میری دوگانا سے / بھر عمر رہے رشتہ باہم یہ محبت کا

اب آٹھ پہر تجھ سے مانگوں ہوں دعا یہ میں
بندی کو پڑے ہو کار مکھیں کی نہ چاہت کا

۲

مجھ پہ طوفان نہ لے چاہ کا چل دور ددا
جھوٹ سے منہ کالے ترے جائیگا اڑ نور ددا

ایک تو شکل ڈرانی ہو تری بیجا سی
تس پہ یوں پھاڑ کے دیدے مجھے مت گھور ددا

پک گیا ہو ترے ہاتھوں سے کلیجہ میرا
تجھ کو دوں چیلوں کو گر ہو مرا مقدور ددا

اس لگانے سے ترے اور بجھانے سے ترے
تیرے نالو میں الٰہی کرے ناسور ددا

بڑبڑاتی ہو تو کیا صبح کو کل رہ تو سہی
ہڈی ہڈی تری کرنی ہو مجھے چور ددا

دوستوں کو مرے دشمن تو کیا ہو تو نے
اور کیا چاہیے کیا ہو تجھے منظور ددا

تیری تو تو نہیں رہتی ہی بھلا جس تس سے
پھر یہ کیوں کرتی ہو رنگین کا تو مذکور ددا

۳

رات باتوں میں یہاں تو نے گزاری انّا
صدقے تیرے کسی ڈھب سے اُسے لا ری انّا

سوچ اس کا نہ ہو گر تجھ کو تو پھر کس کو ہو
جانتی تو نہیں کیا پانوں ہی بھاری انّا

آج لشکر وہ سدھارا یہ کہا کیوں انّا
تو نے گلی ہی یہ کیا چھاتی میں ماری انّا

آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہو مجھے اُس کی چاہ
روز و شب رہتے ہیں اشک آنکھوں سے جاری انّا

ہونی جو ہونے سو ہو بندی ملے گی شرطی
وصل کی اس سے زباں ہا تو میں ہاری انّا

میرے نے مانا ہو کہ وہ آئے تو میں بٹھاؤں دل
لا کسی طرح اسے اے میری پیاری انّا

ملے مجھ سے جو آکے تو علی جی کی قسم
دوں گلے اپنے کا جوڑ لے تجھے بھاری انّا

اُٹھتے ہی صبح کو اڑ جاتی ہو رنگین کے پاس
کہیو سب حال مرا میں ترے واری انّا

سنا ہے اے زناخی تو نے باجا جب سے ارگن کا
چلو چلکر قطب صاحب میں جھولے ڈالکر جھولیں
لگاتی او بجھاتی ہے مری جانب سے جس لیس کو
کروں قربان میں پشواز کو جالی کی کرتی پر
ہلاکر سر کیا کرتا تو مجھ سے نہ ہنس ہنس کر
دوگانہ تو زناخی پر مری مرتی ہے کس خاطر

لگی ہے تب سے کلمہ پڑھنے تو از خود فرنگن کا
دوگانہ منھ برستا ہے مہینہ ہے یہ ساون کا
یہ لیکھا چھوٹ جاوے یا الٰہی دائی سوسن کا
دوگانہ مجھ سے اٹھ سکتا نہیں ہے بوجھ دامن کا
زناخی مارتا ہے تجھ کو ڈورا تیری گردن کا
بنی ہے دوست جانی کون اپنے جی کے دشمن کا

جوانی سے وہ پھل پاوے الٰہی حق نظر میری
وہ کون انسان ہے جو غش نہیں رنگیں کے جوبن کا

کل جو مغلانی نے سی دے کے مروڑی انگیا
لے گئی کھول کے تو شب کو دوگانا ساری
ٹھیک کچھ گات پہ ہے ہی نہیں بی مغلانی
رات کو عطر کی شیشی پہ اونڈیلی اس نے
دھوئی ہے دیکھیو بے طرح سے کیا اجلی ہے

ہو گئی تنگ بچھاؤں سے نگوڑی انگیا
ایک بھی میرے پہننے کو نہ چھوڑی انگیا
تنگ اس سے بھی ذرا سیجیو تھوڑی انگیا
کہ سمرا اٹھ کے وہ سندی نے نچوڑی انگیا
کچ کی میری نئی دے کے مروڑی انگیا

ٹوکیاں اور بچھاوے ہوئی سب تار تار
کچ کچا کرکے جو رنگیں نے نچوڑی انگیا

نیند آتی نہیں کم بخت دوانی آجا
اپنی بپتی کوئی کہہ آج کہانی آجا

ہاتھ پہ تیرے ہوئے کس کے یہ چھلّے کا داغ
دی ہے یہ کس نے تجھے اپنی نشانی آجا

جب وہ روٹھا تھا تبھی تو نے بنا مجھ سے دیا
میں نے کچھ قدر تری ہائے نہ جانی آجا

سبز رنگ اب کے ہے نوروز کا اس سر کی قسم
جوڑا لا کر تو پہنا دے مجھے دھانی آجا

بال ماتھے کے جو ڈورے سے لیے ہیں تو نے
شکل لگتی ہے تری آج ڈرانی آجا

غم ہے رنگیں کو نہ میرا ہو ہے اُس کے پیچھے
مفت برباد ہوئی میری جوانی آجا

مجھے چاہیئے ہے دھواں دھار جوتا
کوئی لا دے اناّ طرح دار جوتا

عجب کچھ چپلاّ پنے سے چلے ہے
پہن کر دوگانا الّی دار جوتا

بنایا ہے کم بخت نے ماند کشتی
نہ لے ایسا کوئی خریدار جوتا

ٹکے تسپہ موتی ہیں بے ربط والے
یہ اُس جوتے والے کے سر مار جوتا

کبھی میں نے پہنا نہیں یوں تو رنگیں
جھلا پور لایا ہے سو بار جوتا

خدا جانے یہ کس کا ہے موت خوجا
قیامت رنگیلا ہے یاقوت خوجا

محل میں موا رنڈیاں گھورنے کو
ہوا ہے کٹا اپنا شہتوت خوجا

مجھے زہر لگتا ہی خیلاپن اُس کا
دوگانا کو اور مجھکو دیکھا جو لیٹے

بلّا سا ہی یہ نرا ادت خوجا
تو پھر کیا گرج گر ہوا بھوت خوجا

غضب ہی کہ رنگیں کا دل پھاڑنے کو
نیا روز کرتا ہی کرتوت خوجا

آکے بیٹھا ہوا بھی وہاں سے بچارا نکّا
پاگئی ہیں کہ یہ لایا ہی وہیں کا پیغام
جاکے تو میری دوگانہ کو یہ پیشواز دے آ
یاں کے اس ہیر سے آپس کے یقیں ہی مجھ کو
جاکے واں حال مرا روز نہیں کہ آتا
میرے منہ سے ہی یہاں بعد مرے یا قسمت
جیتے جی میرے کہے کوئی تجھے آدھی بات

اب جو بھیجوں تو نہ جاویگا دوبارہ نکّا
آکے نزدیک جو پڑے سے کے پکارا نکّا
تیرے صدقے گئی اچھا مرا پیارا نکّا
بیٹھ رہوے گا کہیں کرکے کنارا نکّا
تیری ان باتوں نے جی سے مجھی مارا نکّا
کوئی دن اور بھی کر اپنا گزارا نکّا
بات ہرگز یہ نہیں مجھ کو گوارا نکّا

لایا رنگیں کو نہ ساتھ اپنے کہہ آیا پیغام
سر سے اک بوجھ سا یہ تو نے اُتارا نکّا

دائی تھی جو نٹی گھر اُس کے ہیں کل چور پڑا
دن دہاڑے جو چلی آئی تو میرے گھر میں

ہوئی باجی وہ مثل چور کے گھر مور پڑا
تو دوگانہ ترے آنے سے مجھے شور پڑا

میں تجھے چاہوں نہ ناحق تو بچاہے مجھ کو
آنکھیں دکھنی ہیں ملکتی ہی مری دائی یوں
کوڑہ پن سے جو دوا تو نے لگائی مہندی
تیری خاطر کروں گلتاک میں دوگانا پیاری

طور میری تری الفت کا ہی کچھ اور پڑا
جیسے چلائے ہی رستہ میں کوئی گور پڑا
تو ہتھیلی میں مری دیکھ لے یہ چور پڑا
تھر اُس بات کا لپکا تجھے درگور پڑا

دیکھ لی تو بھی جیا نام ہی رنگیں اُس کا
سر پہ جس کے وہ دوپٹہ ہی جھلا بور پڑا

تبرک ہو سہرا پرانا رونا
خبر کو نہ ناحق کی بھیجا تھا میں نے
یقیں جان کو کاسے اٹکا ہوا ہی
رونا وہی ہی جو ہر بابی ہو وے
مراجی دھڑکتا ہو تا وقت اپنے
کھڑے پاؤں جھٹک دوں گر آج ہو مجھے

یہ ہی سب رونوں کا نانا رونا
گیا اور کے گھر دوگانا رونا
دوا وہ ہمارا فسانا رونا
کچھ آساں نہیں ہی کہانا رونا
کیا ہی اودھر کو روانا رونا
سلامت وہاں کیجے کھانا رونا

کیے میرا پیغام رنگیں سے جا کر
کچھ اس طرح سیکھے کمانا رونا

زہر لگتا ہی دوگانا مجھے جانا تیرا | ہاں جو بھاتا ہی تو بھاتا ہی یہ آنا تیرا

میرا خاصہ جو دھرا ہو وہی کر تو تُن جان
سوچ تو جی میں زناخی مجھے بھولے کیونکر
ہونٹھ کو تو نے دوا اپنی بنایا ہی جونک

آوے کب گھر سے خدا جانے لکھا نا تیرا
یوں[1] ...... سے ..... کا یہ اٹھانا تیرا
کیا مری چڑھ ہی دھڑی کا یہ جمانا تیرا

سب سے روح اٹھ گئی تو جب سے ملا ای رگاہین
پھڑنا چھاتی پہ ہی وہ ساتھ سُلانا تیرا

کس نے ڈالا ہی زناخی زورمت لٹو ہی بہا
گو مجھے نا لیگی باجی تیرے کارن لے بوا
مورنی لُٹو کھڑی ہی پاس تیرے دیکھ تو
مجھ کو تو گاڑے دو گانا اپنا جی بھا دی نکر

کیا بری خو ہی تری در گو رمت لٹوے بہا
میں نہیں کہنے کی تجھ کو سو مت لٹوے بہا
ناچ کر نیلے نکوٹے مو رمت لٹوے بہا
لے گیا او لوٹ کر گھر جو رمت لٹوے بہا

جو نہ جانے تجھکو رنگیں اُس سے کر چھل بھل بنے
چھوڑدے انگلی کی میری پور مت لٹوے بہا

شب کو اُس جنتی بچہ نے یہ غضب خالا کیا
حفظ نظر کو کا جو میری تھی جوانی چھٹی کے بعد

چھوپ کے مجھ سے منہ دو گانا کا مری کالا کیا
بیٹا اُسے جب رہ گیا جب دو سرا جالا کیا

[1] بوجہ فحش ہونے کے اس مصرعے سے دو لفظ ترک کیے گیے۔

کون ایسا ہی دوا جس پر کہ اترائی ہو تو
چھاتی ہیں اپنی زناخی کی سراہوں اے جیا
کچھ نہ دم مارا مری خاطر سے اس نے یہ نہا

کوئی پیدا پھر نہ کیا چاہنے والا کیا
میں نے اس کی چھاتیوں کو تو مر گالا کیا
میں نے جس جس طور سے چاہا تہ و بالا کیا

اے دوا کس سے کہوں رنگیں کی چھل بل ہا نہا
بیر[1] دوڑانے میں اُس نے ات بنگالہ کیا

ہر چند میں زناخی سے بیزار ہوں جیا
مجھ سے کسی کا اٹھ نہیں سکتا ہی اَن بٹ
لازم نہیں ہی باجی کو یوں تا لنسا مجھے
بس ہو مرا تو اُن کی چھری بھونکوں پیٹ میں

پر کا کلو د اپنی سے ناچار ہوں جیا
میں آپ ہی ناک چوٹی گرفتار ہوں جیا
ہر چند طپش[2] کی میں سزاوار ہوں جیا
آنکھوں میں جن کے پیر سے میں خار ہوں جیا

کچھ احتیاج نامہ و پیغام کی نہیں
رنگیں کے پاس جانے کو تیار ہوں جیا

لے رہیگا میراجی کو کا یہ بہلانا ترا
ہے مری چڑ ٹھنڈے اس پانی سے نہلانا ترا

لہ بیر ـ منتر۔
ٹہ طپش کو ہر جگہ رنگین نے تپش لکھا ہی۔

یہ زناخی کھل گیا باجی یہ مجھ کو سیر میں
گاہ لے جانا یہاں سے اور ٹہلانا ترا

تو ہنسی سے اوری کہتی ہو دہل جاتی ہوں میں
بھاڑ میں جاوے جیا ہر دم یہ دہلانا ترا

رات ہو تو کیا ہوا کوکا دوگانا کو تو لا
خوش نہیں آتا مجھے اس دم یہ بہلانا ترا

اوڑھنی بھاری مری یہ ہو گئی اتنا خراب
ہو مری سر چوٹ ایسے بول کر کے لانا ترا

تو جو اس بندی کو بھولی لے زناخی دوپہر مار
اپنی آنکھوں سے مرے تلوؤں کا سہلانا ترا

اس تری للو کے صدقے ہو گئی رنگیں مری
مجھ کو بھاتا ہو غزل جھٹ سے یہ کہہ لانا ترا

ردیف ب

میرے گھر میں زناخی آئی کب
میں نگوڑی بھلا نہائی کب

صبر میرا سمیٹتی ہے دد
شب کو بولی تھی چارپائی کب

کل زناخی تھی میرے پاس کدھر
اوڑھ بیٹھی تھی میں رضائی کب

لڑکی مدت سے وہ گئی ہے روٹھ
میری اس کی ہوئی صفائی کب

وہ نجستی تو اپنے گھر میں نہ تھی
پاس اس کے گئی تھی دائی کب

دوڑی لینے کو میں اسے کس دم
پانوں میں میرے موچ آئی کب

کھانا کھایا تھا میں نے اس نے کہا
اور منگوائی تھی ملائی کب

کی تھی شب میں نے کس جگہ کنگھی
آرسی اُس نے تھی دکھائی کب
ہرگز آتی نہیں ہے سانچ کو آنچ
پیش جاوے گی یہ بڑائی کب

گوندھ کر ہاتھ پانوں میں رنگین
اُس نے مہندی مرے لگائی کب

ردیف ت

مرا جی جلاتی ہے دائی کی بات
مجھے کب خوش آتی ہے دائی کی بات
یہی جی میں آتا ہے سر پیٹ لوں
یہ غصہ دلاتی ہے دائی کی بات
کرے منع بکنے سے اُس کو کوئی
مرا سر پھراتی ہے دائی کی بات
وہ کہتی تھی آویں گے آتی ہے وہ
کوئی خالی جاتی ہے دائی کی بات

جب آتی ہے رنگیں کو وہ سکے تب
مرے ہوش اُڑاتی ہے دائی کی بات

میں تو کرتی ہوں دوگانا سے بھلائی گت
اور وہ کرتی ہے بندی سے برائی گت
اس کے ملنے کا بڑا ہے مرے دل کو ہوکا
یاد آج اس کی مجھے اس نے دلائی گت

خوب سا میں نے نکال اپنے لیا دل کا بخار
ہو گئی آج مری اس کی صفائی اُت گت

ہاتھا پائی نہ کرا ے جان دوگانا مجھ سے
ڈر خدا سے تری نازک ہے کلائی اُت گت

اے دداجان بتا کیسے کھولا میں مجھ کو
کرتی بےچین ہے رنگین کی جدائی اُت گت

ردیف ج

تجھ سے ملنے کا رونا مجھے ارمان ہے نوج
تو ہی بیمار ترے گھر کوئی مہمان ہو نوج

ناک میں دم تھا چھوڑا یا ہے خدا نے انا
عشق کے جال میں پھر بند مری جان ہو نوج

دوست جو میرے ہیں سمجھاتے ہیں آ کر مجھ پاس
دوست سے دوست اچھی طرح کے پشیمان ہو نوج

صدقے حسنین کے جو بچے پڑا ہے بس میں
یا علی اُس پہ کسی طرح کا طوفان ہو نوج

اٹکا میں نے اوسے سخت کڑا ہی رنگیں
اے دداجان کوئی ایسے کے قربان ہو نوج

ردیف ح

رشتۂ الفت کو توڑوں کس طرح
عشق سے میں موتھ کو موڑوں کس طرح

پونچھنے سے اشک کے فرصت نہیں / آستیں کو میں نچوڑوں کس طرح

بعد مدت ہاتھ آیا ہی سرے / اب وہ دامن اس کو چھوڑوں کس طرح

وہ لگاتا ہی نہیں چھاتی کو ہاتھ / اپنی چھاتی میں مروڑوں کس طرح

شیشۂ دل توڑ کر رنگیں مرا
اب تو کہتا ہی ہیں جوڑوں کس طرح

ردیف خ

ہیں تو کچھ کہتی نہیں شوق سے سو باری چیخ / نام لیکر مری دائی کا ددا ماری چیخ

اڑ گئے مغز کے کیڑے تو اُدھر کیوں کھڑی / میری چندیا پہ کھڑی ہٹ کے ادھر آری چیخ

لے میں کہتی ہوں کہ سر پیٹ کے چونڈے کو کھسوٹ / نوچ نوچ اپنا تو منہ شوق سے کر زاری چیخ

لوگ یاں چونک اُٹھے اپنے پرائے سارے / مرمٹی تونے غضب ایسی ہی اک ماری چیخ

تسپہ کراتی ہو مردار اری شاباش ہی / تیرے منہ سے ابھی نکلی ہی نہیں ساری چیخ

ہاں یہ قحبہ اسے رنگیں کے حوالہ کردے
میری انّا کو دوگانا ہیں ترے واری چیخ

ردیف (د)

کوڑہ پن سے آج دائی تو نے کھولا بو غنبند
ایک محرم کے لیے سارا ٹٹولا بو غنبند

لے ودا اطلس کی زنگاری نہالی کیا ہوئی
وہ نہیں ملتی ہی میں نے سب ٹٹولا بو غنبند

کیا کیا میرا لحاف اُس میں بندھا ہوا آئی سو
تھا جو میکے سے مری آیا مجھولا بو غنبند

اسے دوگانا سب ملا جاویگا جوڑا اک کا
بیر سے باندھا ہی تو نے آج پولا بو غنبند

کل زناخی کیا کہوں کیا میری مت ماری گئی
لے گیا رنگیں مجھے دیکر پتولا بو غنبت

ظاہر فلک سے لیکے ہوا نازنیں کا بھید
لیکن خلاف زناخی کے ہرگز نہ کہیں کا بھید

تھا مجھکو کام آٹھ پہر اُس کی یاد سے
جانے تھا کون اس دل اندوہگیں کا بھید

جا کر دولے کہدیا باجی سے میرا حال
کہتا ہی ہمنشیں بھی کوئی ہمنشیں کا بھید

ملنے کو جب کہوں ہوں وہ کہتی ہی تب نہیں (ق)
معلوم میں نے کرلیا اس کی نہیں کا بھید

شاید کہ اُس نے اور سے توڑی کہیں زناخ
دریافت ہوگیا مجھے اُس نازنیں کا بھید

پھنس اندنوں گئی ہی وہ رنگیں کے دام میں
مجھ سے تو کچھ چھپا نہیں رہتا کہیں کا بھید

الفاً

بھاتا نہیں ہے مجھ کو گنواری ازاربند — جا کر دداوہ لچھے کالاری ازاربند

جاتا ہی پھول والوں کے میلے میں وہ جیا — چنبا کا ہیں وہ بہنوں کی بھاری ازاربند

ہمسائی پر یہ وقت پڑا ہی کہ تین دن — بن بن کے بیچتی ہی بچاری ازاربند

ڈھیلی گرہ لگاؤں تو آتا یہ کہتی ہی — ق — آیا نہ باندھنا تجھے واری ازاربند

باندھوں جو کھینچ کر تو وہ کہتی ہی یہ مجھے — کیا کس کے باندھتی ہی تو پیاری ازاربند

رنگین قسم ہے تیری ہی - پھول میلے سرے میں
مت کھولیو کرکے منت و زاری ازاربند

ردیف ر

اے دوگانہ تو مجھے لوٹنے کو آئی پھیر — پھر نہ تا جاوےگی گھر پہ میری ستھرائی پھیر

اپنی والی پہ جو آؤں تو دوگانہ سُن رکھ — پیش جاوے نہ تری کچھ تے پہ چترائی پھیر

دیکھ تو میرے تلے ہیں ہے یہ کیا ہٹ رسا — تاف کے نیچے مرے ہاتھ تو لائی پھیر

جو زناخی تو کریگی یہ ہیں ہرجائی پن — تو یہ اُڑ جاوےگی منہ کی تری زیبائی پھیر

عیدی لیکر میری سسرال گئی تھی انا — جو وہ لے ہاں سے گئی تھی سو ہی دو لائی پھیر

دو جو جبلی تھی انبیل اس کو ہو لالی رنگین
میری قسمت میں لکھی تھی وہی گھر گھائی پھیر

اب الاچی کو میں اپنے گھر بلاؤں دور بار
اُس کو میں اپنے چھپر کھٹ پہ سلاؤں دور بار

زہر کر دینی ہے وہ کھانے کو لڑ کر مجھ سے روز
آج سے میں ساتھ اُس کے کھانا کھاؤں دور بار

کیا گئی گزری ہوں میں ایسی کہ جاؤں دوڑ کر
اور منا کر ساتھ اپنے اس کو لاؤں دور بار

ہوں وہ دن ناپید جس دن بھیج کر دائی وہاں
واسطے اپنے کچھ اُس سے میں منگاؤں دور بار

ہاتھ آوے تو اُسے رگڑوں میں تلووں کے تلے
اُس کی صورت میں مصور سے کھچاؤں دور بار

چل دد امت چھیڑ بس ہے کون وہ جس کا تو کھائے
اس کی خاطر میں دھڑی گھڑی جماؤں دور بار

وہ نگوڑی کھینچے ہے اب دور کتنا آپ کو
بن بلائے اب میں اُس کے پاس جاؤں دور بار

اُس نے ہمسایہ میں آ کر گھر لیا تو کیا ہوا
اب اُسے آواز میں اپنی سناؤں دور بار

دل پہ میرے نقش ہیں رنگیں کی ساری شوخیاں
اُس کی بھجوائی ہوئی مہندی لگاؤں دور بار

ردیف ز

کروں میں کہاں تک مدارات روز
تمہیں چاہیئے ہے وہی بات روز

مجھے گھر کے لوگوں کا ڈر ہے کمال
کروں کس طرح سے ملاقات روز

مرا تیرا چرچا ہے سب شہر میں
بھلا آؤں کیونکر میں ہر رات روز

کہاں تک سنوں کان تو اڑ گئے
تری سنتے سنتے حکایات روز

گئے ہیں مرے گھر میں سب تجھ کو تاڑ
کیا کر نہ رنگیں اشارات روز

تانس کر باجی نے جب میری بڑھائی پشواز
بڑھی اُجلی نے اک آن کے قصہ نابد
کرتی جالی کی مجھے بھاتی ہے ہلکی پھلکی
تو دوا ایک ہے اللہ ری او حرفت بار
بوجھ سے اس کے کمر لچکی ہی پڑتی ہے میری ؛

میں نے تب پیر سے دو ٹکڑے اڑائی پشواز
اس سے بندی نے وہ دھانی جو دِلائی پشواز
کیوں مرے واسطے باجی نے سلائی پشواز
قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز
کیوں مجھے گھیر کی انا نے پنھائی پشواز

رشک سے منہ پہ بسنتی کے گئی پھول بسنت
میں نے رنگیں یہ بسنتی جو رنگائی پوشاک

باجی مری ہوتی ہے جب سے بے نماز
دور و دا جان یہ ڈھلتا ہے چاند
پکڑے انوکھے مجھے آئے نہیں ؛
گزرے ہیں معمول سے پر دن دو چند

پڑھتی نہیں رہتی ہے تب سے بے نماز
اندنوں ہوتی ہوں میں کب بے نماز
رسم یہ ہی ہوتے ہیں سب بے نماز
اب کے ہوئی ہوں میں غضب بے نماز

ہو گئی جز مر جو ہے۔ آنو۔ نو۔ بس
رنگیں نہیں ہوتی وہ اب بے نماز

———×؛×———

ردیف (س)

یوں ہی اس دل کو دوگانا کی نشانی کی ہوس
ریت میں مچھلی کو جوں ہوتی ہی پانی کی ہوس

اپنی بیتی ہی کہا کرتی ہوں میں راتوں کو
دھیان قصہ کا مجھے ہی نہ کہانی کی ہوس

جی میں اپنے اُسے نادان سمجھتی ہوں میں
دل میں جو رکھتی ہی اس عالم فانی کی ہوس

ہی درخت ایسا کہاں جس کو لگی ہو نہ ہوا
کوئی ایسا نہیں جس کو نہیں جانی کی ہوس

آرزو گر ہی مرے دل میں تو ہی رنگیں کی
لال جوڑے کی خوشی کچھ ہی نہ دھانی کی ہوس

ردیف ش

اتنی بندی نہیں ہی چاہ سے خوش
جتنی گوئیاں کے ہی نباہ سے خوش

اور کی سیج پر نہیں سوتی
میں ہوں اپنی ہی خوابگاہ سے خوش

دوست سے اپنے مثل کاہ ربا
میں تو ہوتی ہوں برگ کاہ سے خوش

نیس ون میں کسی سے ملتی نہیں
ہوں ملاقات گاہ گاہ سے خوش

خوش ہی رنگیں سے یوں زناخی تو
جیسے ہووے چکور ماہ سے خوش

ردیف غ

میں تو ہرگز نہ زناخی سے کروں جان دریغ
اور نہ ترسائے مجھے ملنے کو ارمان دریغ

وہ جو آوے مرے گھر میں تو مجھے جاوے لوٹ
جاؤں گھر اُس کے تو مجھ سے وہ کرے پان دریغ

دل کی میں سادی تھی کمبخت کر اُس سے ٹانکا
نہ کیا میں نے تو مال نہ دل و ایمان دریغ

اب جو سوچے تو غرض اس کو بھی مطلب ہی سب
اُس کے دم دینے میں ہو گئی نادان دریغ

آج رنگیں کو بلاتی ہوں میں اور گھر میں مرے
کچھ مہیا ہی نہیں عیش کا سامان دریغ

ردیف ق

ہو نہ یارب کسی کو چاہ کا شوق
اور جو ہو بھی تو ہو نباہ کا شوق

دھیان یوں مجھ کو ہے دوگانا کا
کہربا کو ہو جیسے کاہ کا شوق

عشق کی راہ ہے بہت بے ڈھب
ہو کسے ایسی بھونڈی راہ کا شوق

سارے قصے جہاں کے اپنی ہے چڑھ
ہے مگر مجھ کو مہر و ماہ کا شوق

مجھ کو اُس بات کا نہیں ہو کا
بندی رکھتی ہے گاہ گاہ کا شوق

چڑھ ہی چیٹی سے پر تری خاطر
پڑ گیا ہے بہ خواہ نہ خواہ کا شوق

دھیان لوگوں کو ہے یوں رنگیں کا
ہو چکوروں کو جیسے ماہ کا شوق

ردیف ک

اب میری دوگانا کو مرا دھیان ہو گیا خاک
انسان کی انّا اسے پہچان ہو گیا خاک

ملتی نہیں وہ مجھ کو تمہیں اب تو بتا دو
اس بات میں اس کا اجی نقصان ہو گیا خاک

ہیں یاد بہانے تو اُسے ایسے بہت سے
آنے کو یہاں چاہیے سامان ہو گیا خاک

الفت مری اس کی تو ہوئی ہو گئی دن سے
دل کا مرے نکلا کوئی ارمان ہو گیا خاک

رنگیں سے جو پیغام سلام اُس نے کیا ہے
سوچو تو ذرا جی میں وہ انسان ہو گیا خاک

گو مرے سر پہ نہیں لال پری کی بیٹھک
بندی پر دیکھیں لال پری کی بیٹھک

گو کہ اور مانگ سی وہ ڈھنڈھسی ہے جو دیتی ہے
جھاڑ بالوں سے نہیں لال پری کی بیٹھک

میں نے مانا ہے جو اس چاند کے دن ٹلجاویں
تو ہیں وہ آپ ہی لال پری کی بیٹھک

سرخ جوڑا تو رنگا لینے دو لوگو مجھ کو
یوں بھی ہوتی ہے کہیں لال پری کی بیٹھک

خاتم زری پہ ہے یہ دوا گھر میرا
دیکھ اُس گھر میں ہے لال پری کی بیٹھک

ہے جمعرات گھر اپنے کو دوگانا مت جا
آج ہے ڈالی ہیں لال پری کی بیٹھک

تو بھی دیکھ آن کے رنگیں کہ سجی ہے بینے
رشکِ فردوسِ بریں لال پری کی بیٹھک

ردیف ل

لائی گھڑ کر مری خاطر جو سناری ہیکل
جب تلک چھوٹی تھی تب تک تو مری واجان
نہیں سے اتنی بڑی ہو کے اسے کیوں پہنوں
سادی ہیکل مرے سر چوٹ ہے اب جی ہے بلا

تو ددا بولی پہن لیجے دولاری ہیکل
ننھی منی سی پہنتی تھی یہ پیاری ہیکل
اب بنا دو مرے لائق مجھے بھاری ہیکل
کر بس اک ڈال نگینوں کی ہو ساری ہیکل

آکے کروٹ کے تلے چھبتے ہیں میرے تعویذ
آج اس واسطے رنگیں نے اوتاری ہیکل

کشتی میں کپی تیل کی انّا او ڈیل ڈال
یا رب شبِ جدائی تو ہرگز نہو نصیب
باجی نہ کر نصیحت بیجا جلے ہے دل
ہوگا جو اس کا وصل تو نقل مٹھبورے جی

سوکھے ہیں بال آکے مرے سر میں تیل ڈال
بندی کو یوں جو چاہیے تو کولھو میں پیل ڈال
ہے آگ سی جو سینے میں اس کو کڑیل ڈال
یہ ہجر کے جو دن ہیں تو اب ان کو جھیل ڈال

جھٹ مستا ہے دائی کہیں اس کی یہ چل نہ تجھے
رنگیں خدا کے واسطے تو اس کو جھیل ڈال

تو خریدار کی میرے ہی خریدار اصیل
مارے گردن تجھے لیکر کوئی تلوار اصیل

میری چند بلا سے پڑے ہٹ کی بکا کرنا
میں نے یہ بات کہی تجھ کو ہی سو بار اصیل

بوڑھا نخرا نہ ہلا دور پرے جا کے بسور
کس نگوڑی کو ترا بھائے یہ بھتار اصیل

ایسی پھنڈ قامی ہی کمبخت کہ جتنا ٹال سی
او شغالہ او ہی تو لاتی ہی ہر بار اصیل

تجھ سی الست کی ہیں منہ کو لگا وں چھاتی
مدہ میں جوبن کے غضب تو تو ہی سرشار اصیل

میں تو کچھ کہتی ہوں تو جاکے وہاں کہتی ہی کچھ
خوب سوچی تو نہیں تو میری غمخوار اصیل

وہ کہ جو چرخ میں بادل کے لگائے تھگلی
ایسی عیار سی اک مجھ کو ہی درکار اصیل

کیونکہ چرپ اک پڑا وہ بھی ہی سنتی ہوں میں
ق
آنے جانے کو وہاں چاہیے طرار اصیل

ایسی ویسی کا وہاں کام نہیں ہی مطلق
جاوے رنگیں کے بلانے کو دھواں دار اصیل

ردیف م

شوق مجھ کھونج بھٹی کو جو ہی اُس بات سے کم
بولتی مجھ سے دوگانا ہی بہت رات سے کم

چار میں بیٹھ کے ہنس لیتی ہوں دو منہ میں کبھی
جی میں خوش ہوتی ہوں ہر دم کی ملاقات سے کم

مان کرتی ہی عبث اپنی وہ جوبن پہ دوا
گات میری بھی زناخی کی نہیں گات سے کم

کہے وہ کچھ ہی سمجھتی ہی یہ بس کچھ کا کچھ
دائی واقف ہی دوگانا کے اشارات سے کم

بھیجتا روز ہی رنگیں مجھے پیغام سلام
اور میں آگاہ ہوں اس حرف و حکایات سے کم

ردیف ن

یہ خواہش ہی میری تو مرجائے آتون
سنا ئی ترے گھر میں اب جائے آتون

نہیں ہلنے دیتی بتا۔ کوئی ہی ہی
ترے ہاتھ سو اب کی دھر جائے آتوں

کوئی ہیں کرخوب سی لال مرچیں ؛
ترے دونوں دیدوں میں بھر جائے آتوں

دعا ہی یہ بندی کی دن رات جی سے
الہی جہاں سے گزر جائے آتوں

مرے جی میں ہی آج گڑیاں نکالوں
سویرے سے گھر اپنے گر جائے آتوں

تو چھا جائے میری بچھونوں میں کانٹے
کوی اس طرح آکے دھر جائے آتوں

کہا نقا مجھے کل تجھے دوں گی چھٹی ؛
کروں کیا جواب یوں مکر جائے آتوں

نہیں چڑھنے دیتی ہی کوٹھے پہ مجھکو
چڑھوں میں اگر اپنے گھر جائے آتوں

جو کہلا میں بھیجوں تو پھر تجھکو رنگیں ؛
ابھی آن کر ذبح کر جائے آنوں ؛

ہمیشہ سے ہی یہ تیرا عجب دستور میلے میں
دوگانا مجھ سے تو انزا کے ہی دو دو رمیں میلے

ددا کچھ دال میں کالا ہی سچ کہ مت تو لا دے
ترا آنے ہی منہ کا اڑ گیا کیوں نو میلے میں

خدا جانے کہا نقا پائی کر کسی لڑکی کا
کہ اُس نے چوڑیاں کہیں اپنی چلنا جو میلے میں

تو ناک بالی کے نیچے سے دبا جاوں کے اندر سے
بجا کر آنکھ سب کی شوق سے بس گئے میلے میں

ق

یہ رنگیں مردوا جو ہی کھڑا اس سے کوئی کہا دے
کہ میرا اگر تجھے ہی گھورنا منظور میلے میں

ن

کس کی ہی بختاوری پہنے کنواری چوڑیاں
رائی بہناں کی جبا مجھ کو بہھاری چوڑیاں

جھوٹھا جوڑا اپنوں میں انا یہ جھوٹی بات ہی
سچے بندوں کی پہنا دے مجھ کو بھاری چوڑیاں

گر کہے گی مجھ سے کچھ منہ پھوڑ کر ناجی تو پھر
ٹھنڈی کر ڈالوں گی میں ہاتھوں کی ساری چوڑیاں

ہن نے بھجوانا دوگاناواں کی یہ سوغات ہی
ہن جا بسیر کی نہیں ٹک کی تمھاری چوڑیاں

مہندی جب ہات میں لگاؤں تب اری منہاری تو
ٹھیک کر جوڑا قرینے سے لگا ری چوڑیاں

بات سنتی ہی نہیں کمبخت کیسی ڈھیٹھ ہی
ہاتھ چھلتا ہی بنانے سی چڑھا ری چوڑیاں

اب ہوس باقی نہیں رنگین کہ میں نے بارہا
پہنیاں سب ناگ کی ہیں باری باری چوڑیاں

اٹھاؤں کب تلک ناحق یہ تقصیر آئے دن
دوگانا مجھ سے کیوں رہتی ہی تو دلگیر آئے دن

پہیلی ہی دوا کی بات کچھ بوجھی نہیں جاتی
انوکھی ہی کیا کرتی ہی وہ تقریر آئے دن

الٰہی کون بھنڈارا قریا ہوا ہی مجھ پہ دیوانہ
کہ ہی میری گلے کی ٹوٹتی زنجیر آئے دن

دوا کھائی نہیں ہو گرم دالی کی تو پھر بتلا
دوا کیوں پھٹتی ہی یہ تری تکسیر آئے دن

تو ناجی کو یہ بندی بھول جاوے کس طرح رنگین
پھرے ہی پتلیوں میں اسکی وہ تصویر آئے دن

چھپ کے مل مجھ سے دوگانا ترے واری جاؤں / مفت میں ایسا نہ ہو میں کہیں ماری جاؤں
نام چھپ تختی کو کیا رکھتی ہو میری باجی / میں تو ہاں بگڑی ہوں کس طرح سنواری جاؤں
شفتالیں یوں چڑھیں نظروں میں تمہاری گویا / اور میں کوٹھے سے اس طرح اتاری جاؤں
چھاجوں مینہ برسے ہے ساون کی اندھیری ہے رات / یاں سے ٹکرائی کدھر اب میں بچاری جاؤں

یہ مناسب نہیں رنگیں کہ میں اپنے گھر تک
شہر میں کرتی ہوئی نالہ و زاری جاؤں

خوان چھڑیوں کے کہیں کم نہ میں بھروا سمدھن / اپنی سمدھن کو تو اوروں سے نہ مروا سمدھن
لیکے ساچق تری گھر واپے میں آئی ہوں میں / آج تیاری مری چوتھیوں کی کروا سمدھن
میرے سمدھی ہی کی لشتی تری اتنی ہی کہ بس / مجھکو زنہار نہیں ہے مری پروا سمدھن
میلے کپڑے جو ہیں تیرے تو انھیں دھلوا ڈال / اپنی خشتک کو نچوہوں سے کتروا سمدھن
شیشیاں رنگ کی خالی ہوئیں تو غم مت کھا / میرا سمدھی ہی انھیں لائیگا بھروا سمدھن

چھوڑ دی اور سے ملنے کو تو رنگین کے سوا
چھوڑ کر ایسے کو اوروں سے نہ کروا سمدھن

گرچہ زناخی جیسی نیلی نہیں ہوں میں / لیکن ازاربند کی ڈھیلی نہیں ہوں میں
یہ بولتی ہوں بول ٹرا خاک چاٹ کر / گڑیاں کی طرح جھاڑو کی تیلی نہیں ہوں میں

ہی دوست سکی آنکھوں کی پتلی تو اے جیا
گرچہ دوگانا جان تپتا مرچ ہی تو

بی بی ہوں گھر کی میں بھی رنگیلی نہیں ہوں میں
تو میں بھی چھیلی میخ ہوں گیلی نہیں ہوں میں

ہیں حرفتیں بھری مری رگ رگ میں کوٹ کر
رنگیں تری طرح سے رنگیلی نہیں ہوں میں

ہرگز نہیں کچھ قدر تجھے چاہ کی گوئیاں
میں قدر کروں تو بھی نہ یہ لب تلک آدی
تو آج نہ آوے تو لہو پیوے ہمارا
اب تجھ سے خدا سمجھے تو ہے زہر کی اک گانٹھ

کہہ کوئی بھی ہے بات تری راہ کی گوئیاں
اب ضعف سے حالت ہے یہ اس آہ کی گوئیاں
تجھ بن نہیں کچھ سیر شب ماہ کی گوئیاں
تجھ پر کہیں پھٹکی پڑے درگاہ کی گوئیاں

ہے دل میں ہوس اپنے تو رنگیں کی ہوس ہے
خواہش ہے نہ دولت کی نہ کچھ جاہ کی گوئیاں

قطعہ

ایک دن باجی نے گلن سے منگائیں ککڑیاں
آگیا غش مجھ کو یہ سن کر کہ آئیں ککڑیاں
کیا غضب ہے جس گھڑی اس کو بلایا گھر کے بیچ
طشتری میں پہلے پانی سے دھلائیں ککڑیاں
پتلی پتلی جن کے پھر ہاتھوں سے اپنے جھڑک
ساری گڈی میں مری بھر کر لگائیں ککڑیاں
اپنی انا جان کو میں نے بلایا کھینچ کر
آن کر اس نے مری وہ سب چھڑائیں ککڑیاں
کیا کہوں لوگو تب آئی جان میری جان میں
پر مری گلن نے جب وہ سب چھٹائیں ککڑیاں

اس ضد پہ تو چل ہاں رنگیں سے ملوں گی ہیں
ناغیر تو کر لیجو جا گب مری چھو چھو

جو ہونی تھی سو بات ہولی کہارو
چلو لے چلو میری ڈولی کہارو

بچھڑ جاؤں نگری سے مر جاؤں سائے
لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو

چلو ہولے ہولے دھمک سے نہ بختی
گئی سب مسک میری چولی کہارو

مرے مغز کے بس اڑا اڑ نہ کیڑے
سناؤ نہ اپنی یہ بولی کہارو

الٰہی کرے نکلے تالو میں گلٹی
یہ جیسی زباں تم نے کھولی کہارو

ق
جو ہیں اونری ڈولی ہی میں وہیں تم نے
بیٹھا ری مری سب ٹٹولی کہارو

علی کی قسم میں نہ دوں گی کہاری
مجھے سمجھیو تم نہ بھولی کہارو

ذرا گھر کو رنگیں کے تحقیق کرلو
کہاں سے ہو کچھ پیچھے ڈولی کہارو

ایضاً

یہ بچپنے سے ہو اپنی عادت کہ جس کی ہوتی ہو چاہ بوبو
پھر اس سے کرتی ہو اپنی مقدور آپ بندی نباہ بوبو
کسی سے آگاہ میں کہاں تھی کہ گھر آنکھوں میں میری تلپٹ
نہ اس میں تقصیر جی کی ہر گز نہ میرے دل کا گناہ بوبو

جو بڑھ کے باجی سے میں ہوں بولی تو میری تُو تُو میں مَیں لیٹو
نہیں ہے باور تو اُس سے پوچھو جبا ہے میری گواہ بوبو
ددا کے کہنے پہ تم نہ جانا نہیں ہے باتوں میں اس کی بچارک
یو نہیں وہ کرتی ہے مجھ سے ہر دم نکیوں کہ مانگوں پناہ بوبو

کسی روٹّے سے جا کے کہہ دو خبر شتابی سے اس کی لاوے
غضب ہے نرگس نہ اب تک آیا پڑی میں تکتی ہوں راہ بُوبُو

گو نہیں میرا غم زناخی کو
اے ددا دیکھ تو کن انکھیوں سے
دونوں آنکھیں ہیں میری گویاں سے

میں نہ دوں گی قسم زناخی کو
دیکھوں میں چشم نم زناخی کو
چاہتی کب ہوں گم زناخی کو

دیکھ میں تیرے پاس اے نرگس
آئی گیا دے کے دم زناخی کو

گانچ - باریک جو جھلّی سی ہو
میں کروں اپنی زناخی اُس کو
لاکے تلووں سے دوائی میرے
رات کو لیتے ہو رسّی کا نام

ٹوکی تو اس کی عجب اچی سی ہو
جس کی صورت مری اچی سی ہو
پتی مہندی کی اگر پیسی ہو
تم کچھ انا جی بلّی رسی ہو

آنکھ سے کیوں نہ وہ کاجل کو چرائے
ہار دو آپ کو یا جیتو مجھے

اے ددا تجھ سی جو چھتیسی ہو
کھپاتے مجھ سے جو پچیسی ہو

تجھ سے رنگیں وہ چھوا چھو کھیلے
جو سہیلی میری ڈالی سی ہو

اے لوگو چھپا جنائی کو
لائے کوئی بلا جنائی کو

بیکلی سی ہے آج بلواؤں
پیٹ اپنا دکھا جنائی کو

درد کھاتی ہوں میں مروڑی کے
غم نہیں کچھ مرا جنائی کو

بچہ سیدھا ہے یا کہ ہے پائل
نہیں معلوم کیا جنائی کو

خیر سے انگنا مہینہ رہے
اے ددا کہہ سنا جنائی کو

پانچوں کپڑے بدن کے ہیں اپنے
دوں گی چلہ نہا جنائی کو

زہر لگتی ہے مجھ کو اچھوانی
میں پیوں گی بلا جنائی کو

نہیں دیتی ہے مجھ کو کاڑھا کیوں
دوں میں کیا کیا بتا جنائی کو

آ کے رنگیں میں تیرے پاؤں پڑوں
ذرا آنکھیں دکھا جنائی کو

———

ردیف ہ

اے زناخی کیوں کیا کرتی ہے ہر دم اُوہی آہ
ڈر خدا سے اور کیا کر اب سے کم کم اُوہی آہ

جس طرح کی ہم نے اس سے ملکے باہم اُوہی آہ
ہو نصیب اس طرح کرنی سب کو جم جم اُوہی آہ

جب تلک چھوٹی تھی میں باجی نہیں تھی جانتی
اب خدا کے فضل سے کرتی ہوں ہر دم اُوہی آہ

تجھ کو اے انّا ہوا کیا ہے کہ شب کو اُٹھکے تو
کھانستے میں ہر گھڑی کرتی ہے ہر دم اوہی آہ

بن جو بولی آج تو انّا مری کہنے لگی
واچھڑی بیاری مری کرتی ہے ہر دم اوہی آہ

اے ددا کیا جانیے سیکھی ہے کس سے ملکے یہ
اب دوگانا تجھ بہت کرتی ہے ہر دم اوہی آہ

کل نہیں پڑتی کسی کل کیا کروں بیکل ہوں میں
مجھ سے کروانا ہے اس کے ہجر کا غم اوہی آہ

جاگتی ہے باجی اب ہے چہل پر اوس کا مزاج
کیا کہوں اسدم یہ میرے حق میں ہے سم اوہی آہ

کیا کروں ناچار رنگیں کی خوشی کے واسطے
سیکھتی میں بھی چلی ہوں اب تو کم کم اُوہی آہ

ایضاً

کس سے گرمی کا رکھا جائے یہ بھاری روزہ
سردی ہووے تو رکھے مجھ سی بچاری روزہ

دیکھ تیسرے میں تاریخ بتلائے مجھ کو
اب کے آتوں جی رکھوں گی میں ہزاری روزہ

منہ پہ کچھ رکھتی نہیں اپنے وہ پن کھٹی پن
کھولتی جب ہے ددا میری دلاری روزہ

آج سے فرنی و فالودے کی تیاری کر
کل ہی تو چندی رکھے گی مری پیاری روزہ

پھر منہ اترا ہوا دکھلا کے کہتی ہی حیا ؛
اٹھتی ہی چھپا کے پھر رات کو کھا کر سحری

آج تو کر کے نہ رکھ منت و زاری روزہ
شوق سے رکھیو تو کل بیں تری واری روزہ

آج روزہ ترا ٹوٹ کے رہے گا وہ دوا
پاس رنگیں کے تو آ رکھ کے بچاری روزہ

ردیف ی

سراپا

ہی اجی میری دوگانا کی سجاوٹ خاصی
سر کے تعویذ ستم اور فتح پینچ عجیب
سر سے گفتار جدی سب سے نرالی نکھ سکھ ؛
شہر آشوب دھڑی تس پہ لکھ ٹھاکا فر
گر جگت بولے تو برکالۂ آتش ہو زبان
اس کی بس گات کی کیا بات ہی کیا کہنا ہی
کرتی جالی کی پڑا سر پہ دوپٹہ اچھا
قطع جو کلیا عجب گھیر ہی دامن کا سم
لہر لہرائی ہوئی تس پہ وہ طوفانی حباب

چنپئی رنگ غضب تس پہ کھنچاوٹ خاصی
بال مہکے ہوئے چوٹی کے گندھاوٹ خاصی
دانت تصویر ہیں مسی کی جماوٹ خاصی
بس جو چھوٹا ہی تو ہی منہ کی بھاوٹ خاصی
اور رک جائی تو رکنے میں رکاوٹ خاصی
چھب درست ایسی ہی بازو کی گلاوٹ خاصی
تہ پاجامہ اور انگیا کی کساوٹ خاصی
آستیں چسپ بہت اور اچاوٹ خاصی
گوکھرو اور بنت کی ہی بناوٹ خاصی

سسکی بھرنی وہ غضب اور جھکنا زیبا
اوسی کے ساتھ بھرا ابرو کی جھکاوٹ خاصی

پہونچیاں وا چھڑی جی کان کی بالی بیداد
نورتن ویسی ہی پتی کی جڑاوٹ خاصی

ناز زیبندہ حیا آفت و عشوہ جادو
غمزہ وہ ظلم ادا زور رُکھاوٹ خاصی

اچپلاہٹ وہ فسوں اور چھٹنا ہی کہ
پھر ملاقات میں کافر وہ رچاوٹ خاصی

کیوں نہ ایسے سے پھنسے دل جی انصاف کرو
گفتگو سحر۔ کمر خوب۔ لگاوٹ خاصی

بند پاجامہ کی چنیا میں سرپا کی چمک
وہ پہیرا دُھریں اور بناوٹ خاصی

پاؤں میں کفش بھبوکا وہ منرق ساری
سرو قد اور بھرا رانوں کی ڈھلاوٹ خاصی

سب سے سب بات جدی سب سے انوکھی تنہا
سب سے پوشاک الگ سب سے سجاوٹ خاصی

حسن کا اظہار کروں تجھ سے میں کیا کیا رنگیں
دست و پا تجھ میں مہندی کی رچاوٹ خاصی

ہی زناخی مری وہ لال پری
ہو جیسے دیکھ کر نڈھال پری

وہ چرکھی گات واہ جی تختی
وہ پری زاد عجب جمال پری

کھینچی کنگھی ستم وہ ڈھیلا پیچ
زلف ناگن سیاہ بال پری

چشم جادو نگاہ سحر آمیز
ہر فقرہ ناوک اور گال پری

دونوں ابرو دھواں عجب گردن
ساری کچھ سکھ دست چال پری

بولنا خوب روٹھنا اچھا
ہنسنا بید ادا و ملال پری

دانت خاصے دھڑی طلسم جمی
ستھرے لب تسپر بول چال پری

چھلے تصویر چھاپیاں براق ۔ چوڑیاں سبز ہاتھ لال پری
نورتن زور دھکدھکی آفت ۔ نتھ غضب پہنچیاں سڈھال پری
ناز طوفاں کرشمہ شہر آشوب ۔ غمزہ ظلم اور ادا کمال پری
کرتی نادر نرالے کی محرم ۔ قہر پاجامہ سر کی شال پری
پاؤں پاکیزہ کفش ماہی پشت ۔ قد و قامت عجیب چال پری

فندق پاہیں اودیاں رنگین ۔
الغرض ہے وہ بے مثال پری

کیوں یہ گھر کھوج مٹی آج کہا مان گئی ۔ دم تو لینے دے زناخی ترے قربان گئی
تو تو محرم نہیں مت ہاتھ لگا چھاتی کو ۔ سخت بے رحم ہے تو ۔ اوہی مری جان گئی
بولے وہ آؤ گے کب میں نے تب اُن سے یہ کہا ۔ بندی ہرگز نہیں اب تک کہیں مہمان گئی
آکے وہ پھر بھی گئے دیکھیو اب ناٹ پھری ۔ لینے بازار جو وہ سبز قدم پان گئی

تیرے صدقے گئی رنگیں غزل اک اور تو کہہ
جگت استاد ہے تو میں تجھے پہچان گئی

ٹیس پڑو میں اٹھی اوہی مری جان گئی ۔ مت ستا مجھ کو دوگانا ترے قربان گئی
تجھ سے جب ناٹ ملی تھی مجھے کچھ دکھ نہ تھی ۔ ہاتھ ملتی ہوں بری بات کو کیوں مان گئی

جوں جوں تھنچے ہی دھمکات بندی کا دم رکتا ہی
میں ترے پاس دوگانا ابھی آئی تھی چلی
زہر لگتی ہی مجھے یہ تیری چھچھل بازی

اب مری جان گئی جان یہ میں جان گئی
میرے گھر میں تو عبث کرنے کو طوفان گئی
ہاں ترے آنے سے باجی تجھے پہچان گئی

تری رنگیں سے کہیں آنکھ لڑی سچ کہدے
کچھ تو گھبرائی ہوئی پھرتی ہو اوسان گئی

اٹھتی میری پسلی کے تلے ہوک ہی دائی
یہ آج نہ جاوے تو تری تھوک ہی دائی
لائی ہو دوا تو میری خاطر جو بنا کر
کھائی نہیں جاتی ہی وہ یہ چوک ہی دائی

جس طرح بنے رنگیں کو لا جا کے یہاں تک
اُس بن مجھے کھانا یہ دم خوک ہی دائی

دن رات بن اُس کے ہی یہ اب بندی کی حالت
یا شور ہی یا چیخ ہی یا کوک ہی دائی
ساتھ اُس کو نہیں لائی مرے پاس تلک ہائے
تو سوچ لے جی میں یہ تری چوک ہی دائی

غزل

میں نے ترے کارن جو تجا جوگ زناخی
طعنے مجھے اب دیتے ہیں سب لوگ زناخی

تو اور کبھی اک بار گلے میرے چمٹ جا
جو پھر کہوں تو دیجیو سو بھوگ زناخی

لوگوں نے بہت چاہا کہ ہیں تو نہ ملیں پھر
ہونا تھا یہ میرا ترا سنجوگ زناخی

ہے سواری دل تو جو اُسے چاہے کسی کا
ہے عشق تو رنگیں کا بڑا روگ زناخی

شکل باجی کی جو یاد آتی ہے
تو ابھی روح نکل جاتی ہے

وہ تو ہوتی نہیں ہے ہی کمبخت
بات جو دل کو مرے بھاتی ہے

کھو جڑ جائے مری آنکھوں کا
نیند کیوں ان کو نہیں آتی ہے

کوئی کمبخت ملے گا آکر
کچھ پھڑکتی جو مری چھاتی ہے

ہاتھ سے تیرے مروں کچھ کھا کر
ہر گھڑی جی میں یہ آ جاتی ہے

ستیاناس ہو لے جا نہ ترا
اب تو کیا کیا مجھے دکھلاتی ہے

غم میں رنگیں کے نہ ہونا برباد
یوں زناخی مجھے سمجھاتی ہے

بس اب نہ رکھ تو مجھ کو دلگیر میری باجی
شرطی اوڑاؤں پڑیاں اور دول کھڑا ئیں دونا
سنتی نہیں کسی کی غصے کے وقت تو پھر
چوطے ہیں جائے الفت آگ جائے اس کو لوکا
سگھڑاپن اس پہ گر ہی ختم لیک مجھکو

کر دے معاف میری تقصیر میری باجی
گراک مجھ سے مل جاوے پیر میری باجی
نام خدا ہی ننگی شمشیر میری باجی
جس واسطے ہوئی ہو دلگیر میری باجی
سینتی ہی کیا ہی آگیا تصویر میری باجی

رنگیں سے اور مجھ سے ہو جائے جس میں غٹ پٹ
بتلادے کوئی ایسی تدبیر میری باجی

لیے پھرتی ہی ہتیلی پہ فلانی باندی
یوں تو چپ چاپ ہی سن گئی پر لے مغلانی
کل وہ لشکر کو سدھاریگا سنا ہی میں نے
مردوے یوں تو بہت سنڈے ہیں لیکن ہی ہر
پنڈیاں ہیں نے جو بتیسی کی بنوائی ہیں
ان کی میں آنکھ کے صدقے کہ سبھوں میں یہ کہ
اور تو کیا کسی لوٹھے سے تجھی دونگی بیاہ

ہوئے غارت کہیں یہ تیری جوانی باندی
ایک شتاح ہی یہ میری نمانی باندی
جا کے لادے تو مجھے اس کی نشانی باندی
کوئی ایسا نہیں جھاڑے ترا پانی باندی
کھا گئی سو وہ چرا کر یہ فلانی باندی
مری باجی نے مجھے دی ہی ڈرانی باندی
لادے گر اس کا تو بیٹا مزبانی باندی

خیر سے جاؤں گی میں آج میاں رنگیں پاس
مہندی ہاتھوں میں لگا میرے شہانی باندی

پھرے کیونکر نہ اپنے کھلے بانکی
ملا ہی جب سے اُس سے شاہ دریا
غضب ہی وہ تو میلے سر سے تھی آج
مجھے بھاتا ہی چٹخارے کا سالن

قطعہ

دوگانا ہی حرم ننھے میاں کی
وہ دشمن تب سے ہیگی میری جاں کی
طبق کی کیوں پنجیری اُس نے پھانکی
یہ البتہ چٹوری ہی زباں کی

زناخی میری علامہ ہی ایسی
کہاں میں نے کہ ملتی جا ادھر آ
کہ جوں ہی کل چلی اک دے کے جھانکی
تو اُس شتاح نے ہو کی نہ ہاں کی

اگر دل پھر گیا رنگیں کا مجھ سے
تو اے انّا رہی بس پھر کہاں کی

منہ بھرآئی جب نہیں پاتی ہو اُردابیگنی
فرق تب کیا مجھ پہ بٹھلاتی ہو اردابیگنی

اُس کو لینے کو گئی ہو جی دھڑکتا ہو مرا
دیکھیئے پیغام کب لاتی ہو اُردابیگنی

یہ مری بخت آوری دیکھو کہ باجی سے مجھے
شورناحق روز دلواتی ہو اردابیگنی

اس کی چاہت میں جو میرا ہاتھ دیپتر لے
دم بدم آ مجھ کو دھمکاتی ہو اُردابیگنی

جبکہ رنگیں کے یہاں تُو نے کی سُنتی ہو لاج
اپنا سر آپ کی کھا جاتی ہو اُردا بیگنی

غزل قطعہ بند

لائی انگیا جو مرے واسطے ہی مغلانی
اپنی سگھڑائی پہ اترا کے ہنسی مغلانی

اُس کا تب مالن گھٹانے کو کہا یوں میں نے
بات سن جائیو ہاں آئیو بی مغلانی

کیا اس انگیا کے بچھاون کو برا کترا ہو
جھول مٹنا ہی نہیں کتنا کسی مغلانی

بسریاں دونوں طرف کی ہیں وہ ایسی ہی کی
ٹوکی روندھی ہو ہر ایک اس کی دھری مغلانی

پھر یہ ربط ہو اڑ جائے یہ چڑیا کم بخت
تس پہ ڈوری ہو عجب ڈھب کی ٹکی مغلانی

تو ٹیاں بھی ہیں سو وہ خاک ہیں پھر کس کے لیے ہو
کس روش سے بنت اس پہ ہو ٹکی مغلانی

آستیں ہو یہ ہر اک تنگ کہ چڑھتی ہی نہیں
بند دارائی کی بجوڑے میں سبھی مغلانی

مجھ سے اس بات کو سُن تاؤ بہت سا کھایا
پھر جو مطلب کو مرے سوچ گئی مغلانی

تو لگی کہنے کہ ہاں میں تو بری ہوں صاحب
اور اچھی سی بلا لیجے کوئی مغلانی

واں کوئی کیوں رہے ہووے جہاں ایسی جلاد
رہے یاں اپنا کوئی مار کے جی مغلانی

کھل کے جب طیش کہا اس سے گر جا یہ مجھے
تب یہ جھنجلا کے کہا میں نے کہ بی مغلانی

نہیں رہتی ہو تو لو جاؤ جی بس بس بخشو
میں بھی لیتی ہوں بلا اور اچھی مغلانی

اُس نے گو سر پہ اٹھایا تھا محل کل ہی سے
لیکن اس بات کو سنتے ہی ڈری مغلانی

مجھ کو رنگیں کی قسم اب تو نہ صاحب ہرگز
رکھی جائے گی نہیں ایسی بری مغلانی

میری طرف سے کچھ تو ترے دل میں چور ہی
میں نے کہا بیا تو دوگانا گستور ہی

اتنا بڑا ہی مسئلہ ایک آنون کی ناک پر
جتنی بڑی دوا مری انگلی کی پور ہی

روے ذرا جو دادا تو دائی ہو بے قرار
دائی ہی مور نی تو مرا دادا مور ہی

منہ ڈھانپ کر نہ رو یہ چھچھوری نہیں موئی
اسے کوکا تیری انگلی کی پکی یہ کور ہی

ایسی گچے ہیں جالی کی کرتی ہو دائی کے
جیسی بری پڑے مری میانی کی طور ہی

ہی میرا چلنا پھرنا دوگانا کے اختیار
یہ جان لو کہ میں ہوں چکی اور وہ ڈور ہی

صدقے زنانخی میرے میں قربان اُس کے ہوں
ہم میں چکی ایک ہی اور ایک ڈور ہی

شاید کہ ہوگیا ترا بیٹھا برس شروع
کوکا کچھ ان دنوں تری چاہت کا شور ہی

	تیری قسم گنواری اُسے جانتی ہوں میں لونڈی کی گور رنگچہر جو کوئی کھتی بند ور ہی	

ہیں وہ تو اوڑھنے کی نہیں کل کی اوڑھنی
باجی مجھے اوڑھا دو جھلا جھل کی اوڑھنی

بھیجا ہے گوٹ کا یہ دوپٹہ مجھے جو خوش
اور آپ اوڑھ بیٹھیں مسلسل کی اوڑھنی

گرمی کے مارے ناک میں آئی ہے میری جان
انا اوڑھا دے لاکے کوئی ہلکی اوڑھنی

بجلی سی مجھ کو بھاتی ہے کچھ بیچ سے گاچ کی
بندی کو زہر لگتی ہے ململ کی اوڑھنی

اس بوغبند میں یہ مل جائے گی ندا
تہ کر کے رکھ پٹاری میں آنچل کی اوڑھنی

برسات اس کو کہتے ہیں جی جس بہار میں
سر پر ہو لکے ہلتی ہے بادل کی اوڑھنی

پہونچی چھپک کمر کو ارے لوگو دوڑیو
کر لے تلاک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی

بھاری بہت نگاٹے کی ٹکیں لگاؤں میں
سر پر مرے ٹھہرتی نہیں ہلکی اوڑھنی

کل عید جی میں ذرا جائیو بی سیدانی
حوض کو دودھ سے بھروائیو بی سیدانی

ق

آج تو چندی ہے سودا مری صحنک کا تمام
چوک سے جا کے تمہیں لائیو بی سیدانی

لا کے سودے کو مجھے بیٹو اگر جاؤ کہیں
دوپہر و بیٹھ کے پکوائیو بی سیدانی

پک چکیں سب تو وہیں بی بی زنونیاں بلا
سامنے اپنے وہ کھلوائیو بی سیدانی

کھا چکیں وہ تو لگا ہاتھ میں سب کے مہندی
پھر دعا ان سے یہ منگوائیو بی سیدانی

یعنی اس بندی کو جو چھیڑ کے ستاتا ہے شوہر
اپنی اپنی وہ سزا پائیو بی سیدانی

اور وہ رنگیںؔ جو سدا رہتا ہے شریک
بس جوانی سے وہ پچھل پائی بی سیدانی

وہ گرم ہے یہ میری دوا جان ڈومنی
رہ جائے جس کو دیکھ کے حیران ڈومنی

کرتی ہے ڈومنی بنا کو کامری جہاں
پا پڑے ہے خاک چاٹ کے وال کالی ڈومنی

کٹ مستی پن کو میری زناخی کے دیکھ کر
کرتی ہے چاک اپنا گریبان ڈومنی

تقلید کر سکے وہ دوگانا کی ذکر کیا
چھپتی ہوئے کیسی ہے طوفان ڈومنی

سکہ بھی بٹھایا ہے باجی نے اندلوں
آنے نہ پائے یاں کوئی مہمان ڈومنی

آنا تجھے جو دیکھ کے رنگیںؔ کو میرے پاس
چلتی ہے کیا ہی میرے ہر آن ڈومنی

دل کو میٹھا جو وہ بے پروا لے
پڑ گئے جان کے مجھ کو لالے

بوسہ مانگا تو ہوا آزردہ
منہ سے اتنا بھی نہ پھوٹا آ لے

آہ اس عشق کا گھر کھوج مٹے
اس نے گھر دیکھو کیا کیا گھالے

نہیں آتے وہ سفر سے ہے ہے
پڑ گئے پائے طلب میں چھالے

جان و مال و دل و دیں تم نے لیا
پھیر اب تم سے کوئی کیا کیا لے

سخت بے دید ہو بے رحم ہو تم
بچ پڑے کوئی تمہاری پالے

روز رنگیںؔ سے بھڑتے ہیں مجھے
یارب اڑ جائیں لگانے والے

خواہاں دیکھنے کی ہوں نہ طالب اُس سے اُلفت کی
دوگانا جان میں کبھو کی فقط ہوں تیری چاہت کی

تجھے مجھ بن نہ آرام اور نہ چین آوے مجھے تجھ بن
ہم اپنی جو اُلفت ہو تو بہ صورت ہی اُلفت کی

ہم چتون کی حرکت سے مبادا تاڑ لے کوئی
نہیں میں دیکھ سکتی تجھ کو باری اس قباحت کی

نجا سکتی ہوں میں اُس تک نہ آسکتی ہے وہ مجھ تک
دور اُس پر دیکھیو نیت میں کیا کیا کچھ ہے خلقت کی

ہلے یاں ہونٹھ میرے پالیا تم نے وہاں رنگیں
اجی صاحب تمہاری میں ہوں قائل اس فراست کی

لوہیں جو دوگانا کے یاقوت کی ہر کی
نالوں سے ترے تو تو لگتی نہیں یاں آ جا
میں آگے ندناخی کے کچھ بول نہیں سکتی
اس حد سے جلتا ہی بس کس کا ارے لوگو
کیوں بات مری سمجھی جاتی نہیں دائی سے
شاباش تجھے کوکا کہہ تو نے دیا مجھ سے
گانا تو نہیں آتا بہلاتی ہوں جی اپنا

اس سر کی قسم اتنا ہم تنگ ہے وہ غور کی
واں جا کے ہوا کیا جو تو منہ سے نہ کچھ چہکی
کیا جانیے کیا اُس نے ماری ہے مجھے ٹھوکر کی
جڑتی نہیں جاتی ہے ٹوٹی ہے اگر ڈھبر کی
بولوں ہوں میں سینتو بولوں ہوں میں ترکی
کرنے میں رہا کیا تھا تھی گونج کھلی ڈھکی
ہوں لے سے نہ میں واقف کچھ سرت نہ کچھ سُر کی

سنتی مرے منہ سے جب نام ترا رنگیں
دیتی ہو مجھے آ چا بندر کی طرح گھرکی ؛

دیکھو خنکی نھی میری ایسی کیا بس کی بھری
جس پہ گوئیاں نے جیا اتنی بڑی سسکی بھری
مچچاتی تو نخی بابس نقی زناخی تو ہی کہہ
ہے مہابی کس کی اچھی اور ہے کس کی بھری
تو خفا مت ہو دوا خشم اس ہے سب کو کڑھن
ساری مسی سے ہے اونگی دیکھ لے اس کی بھری
کیا نہیں ہو تجھیں تجھے کھیایں طبق کی لے جیا
تیرے حصے کی رکابی ایک نخی مس کی بھری

رو نہ کس سے ہو سکے وہ بات رنگیں دور یار
یہ غضب ہے تو نے ہامی کس طرح اس کی بھری

ہر سخن میں ہے کجی وا چھڑی جی — خوبی نخرے کی اجی وا چھڑی جی
ہیں لگوڑی تو ہوں سیدھی سادی — مجھ سے بیجے نہ کجی وا چھڑی جی
عید کا دن ہے برس دن کا دن — مجھ سے کہتی ہو نہ جی وا چھڑی جی
زرق برق آج غضب دکھلائی — زرد پوشاک سجی وا چھڑی جی

لے تری میٹھی زباں کے صدقے
میں یہ سمجھی تھی گئی رات بہت

پھر تو کہہ اوچھی جی وا چھڑی جی
نوبت صبح بجی وا چھڑی جی

ستیاناس گئی رنگیں سے
دوستی تونے تجی وا چھڑی جی

یہ میرے یار نے کیا مجھ سے بیوفائی کی
اب اس کے عشق نے کیا اکیا تھا مجھ سی سلوک
میں تیرے واری نصیحت نہ کر مجھے باجی

ملے نہ پھر کبھی جس دن سے آشنائی کی
ستیاناس تونے خدا ہت تری خدائی کی
تجھے بھی یاد ہی کو اس سب خدائی کی

پھنسا دیا مجھے رنگیں کے دام میں ناحق
کٹے الٰہی کرے ناک میری دائی کی

صدقے تجھ پر سے دو گانا کہ یہ میری باندی
میری باندی نہیں باندی ہی یہ تیری باندی
جی میں آتا ہی کہ دو انگلی لگاؤں مستی
آرسی میری اٹھا کر مجھے دے ری باندی
بڑبڑاتی ہی تو کیوں منہ کو پھلا کر ہر بار
ستیاناس ترا جائیو اے ری باندی

ہے فلانی میں تری کوئی مگر جن بیٹھا ؛
تجھ کو اس بات سے ہوتی نہیں سیری باندی
پھوٹ جاوے کہیں یہ تیرا ہوائی دیدہ
آ فتلے کو مرے ہاتھ سے لے ری باندی

آنکھ رنگیں پہ تری پڑتی ہے - ہے مجھ کو یقیں
میری باندی نہیں تو اس کی ہے چیری باندی

ہاتھ سے میری دوگانا کے مری جان بچے
ہائے یہ کیوں نہ زناخی نے کیے تو نے جال
آج کیوں تو نے دوگانا یہ جھبورا باندھا
باندھ جھپو جھپو کو ذرا الا ہو بی آ جان

گزری ہیں سونے سے میرا یہ کہیں کان بچے
جیوں کہ نتھوں یہ ہیں نکلے ہیں سبھی پان بچے
ٹھیس لگتی ہے بنا کیوں کہ بچہ دان بچے
جا رہائی سے تری کل جو دو کھٹے بان بچے

دل تو نندی کا لیا دیکھتے ہی رنگیں نے
اب یہی غم ہے کسی طرح سے ایمان بچے ؛

غمزے کرتی ہے دوگانا ملے جیا کس واسطے
نخو کرتا ہی تو نہیں ہے مردوا اس کو کوئی
بن دناخی کے جیا اچھی نہیں ہوتی کی ہیں

اک ادا پن میں داہول ہوا دا کس واسطے
اتنا اترائی ہے جو بن پر دوا کس واسطے
چیرے والی نے عبث نسخہ لکھا کس واسطے

اے دوگانا گر زناخی سے نہیں لگا ترا
دوست کی تجھ پر نہیں ہے تیرے فرمائش اگر
آشنا تیرا نہیں کوئی مغل تو لے دوا
کوئی اتنا جاکے پوچھو اس نگوڑی چاہ سے

تو نے اک اپنا لہو پانی کیا کس واسطے
تو بہ تو نے گو کھر و اچھا سیا کس واسطے
منہ سے نکلے ہے ترے ہر دم ہیا کس واسطے
چاہ کر اُس کو لہو میرا پیا کس واسطے

بدبختی کہنی اجی رنگیں کا یہ ایجاد ہے
منہ چڑھاتا ہے موا انشا جیا کس واسطے

کیوں مری خاطر تو گوئیاں آہ اور زاری کرے
یاد کر کر مجھ کو تو کیوں اپنا جی بھاری کرے
اے دوگانا بھول کر چاہت یہ تیری دو بیار
اپنی خاطر کون پیدا ایک بیماری کرے
کیا کروں ایسی ہی ہیں کمبخت جو مانوں نہیں
تو زناخی مجھ سے گر ملنے کی تیاری کرے
اُدھلی جاتی ہے نگوڑی مردوں کو دیکھ کر
کب تلک کوکا کی تو آپا خبرداری کرے

لادے رنگیں کو جیا گر تو تو ہیں جیتی بچوں
تو مری دائی اگر اتنی مددگاری کرے۔

مختلف فرد اشعار

ہو دودا ابال گیا بڑا دونا | جو وہ آوے تو دوں کھڑا دونا

یاد کھانے ہیں جو رنگیں مجھے کل تو آیا | تو بچی مرہی کے ایسا مجھے اُچھو آیا

نکلا عید کا چاند جو گھر سے لشکر والا نکلا آج | کیوں پھروں میں الی گھلی اوپر والا نکلا آج

مجھ کو روتا دیکھ کر بولی دودا زاری نہ کر | تیرے صدقے ہو کے میں مرجاؤں جی کھاتی کر

میری چھوچھو کو ہو علی کی سنوار | پھر ہو وہ اُسے نبی کی مار

پوچھو مت مجھ سے دو گانا ہو تجھی کو تھا برس
دور تیری جان سے تجھ کو لگا میٹھا برس

مجھ کو بھاتا ہے ترا خیلا پن | واہ کیا خوب ہے البیلا پن

پاک دل رشتۂ الفت سے سدا بیٹھی ہوں۔

ہجر میں وصل کی امید پہ میں جیتی ہوں

دے مجھ کو جو رخصت تو ابھی ہو کے پھر آؤں
جا گھر کو یہ کہہ منہ سے میں صدقے ترے جاؤں

ایک مدت سے تری تھی ملاقات کو میں	شکر صد شکر کہ وصل اس سے ہوئی رات کو میں
آج باجی کی دو دا تو نے جو پائی پر چاپ	تو مجھے ناش کے وہ تو نے دکھائی پر چاپ

دمبدم گوئیاں کی ہیں مجھ کو دوا یاد آتیاں
اودی اودی بھٹیاں اور گوری گوری چھاتیاں

کیا برا ہی شہر شمامہ جو دوگانا میری جان	میں تو بلاؤں اور زناخی یوں کھلاؤ تجھکو پان

آدوگانا چھاتیوں سے چھاتیاں مل مل گھسیں
چل بدن کو ہم بدن پر رگڑیں اور صندل گھسیں

پاؤں میں ڈالوں گی میں اس[1] .... کے بڑیاں
کھیلتی پھرتی ہی لڑکوں میں یہ کوکا گیڑیاں

کیوں خفا ہوتی ہے تو منہ جو ترا پاتی ہوں میں
تو محل سے میں دوگانا ترے پاس آتی ہوں میں

ہر مہینے میں کڑھاتے تھے مجھے پھول کے دن
یاری اب کے تو مرے ٹل گئے معمول کے دن

زعفرانی جو دوپٹے پہ روپہری گوٹ ہے
دیکھ کر اس کو جیا بندی نہ کیونکر لوٹ ہو

شادی کریں گڑیوں کی ہم آؤ نکالو
تم آج زناخی مرا چاؤ نکالو

آج فرصت نہیں کل رات کی ٹھہر کے اٹھو
بات بندی سے لاناست کی ٹھہر کے اٹھو

قسم ہے میاں شاہ دریا کی مجھ کو
دوگانا بہت چاہتی ہوں میں تجھ کو

اب کے یہ عہد ہے کہ جو یارہ وفا ہے
تو میری اور تیری دوگانا وہ بات ہے

میں دوبرو بیٹھی ہوں مری جان ادھر دیکھ
صدقے تری ہر آن کے ہر آن ادھر دیکھ

دائی کو غم کب ہی یہ کہتی ہی کیا بی بی مری | کب سے بیٹھی ہوں وہ لائی نہیں حبیبی مری

طبیعت جبکہ بندی کی دوگانا جان پر رہتی
تب اُس کمبخت نے اُس بات کی اک باندھ دی ٹہٹی

تو اپنی چاہ میں ڈوبا ہوا جو مجھکو پانی ہی | تو اس خاطر زناخی مجھ پہ تو طورا جتاتی ہی

ایسے ظالم کو دل دیا ہم نے | آہ اللہ کیا کیا ہم نے

صبح کو اٹھکے جو تم گھر کو اجی جاؤگے | یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤگے

دل ہو خوں اور حنا کو پہاگ لگے | اس تری منصفی کو آگ لگے

جب دوگانا باغ میں چلتی ہی میری ناز سے | سرو کہتی ہوں میں ہٹ جا بلند آواز سے

ہوئے باعث مرے مرجانے کے | صدقے اس آپکے گر جانے کے

دو ڈگر باچی کے سینے کو نہ مغلانی سی | پہلے تو میری یہ اطلس کی تلے دانی سی

ہوگیا چاک جگر کا مجھے سینا بھاری ۔۔۔ دشمنون پرہو مرے اپکے مہینا بھاری

مردوں کو جو کہا ہیں تے کہ مت جھانک موئی
تو وہیں زہر کی پوڑیا کو دو اپھانک موئی

تونے منت کی نبھائی جو یہ بیڑی نیلی ۔۔۔ تو دو اجان مری ہوگئی ایڑی نیلی

بوعلی کی مجھے باجی نہ بڑھاؤ بیڑی ۔۔۔ بارھواں ہے یہ برس اپکے بڑھاؤ بیڑی

بھول کر بھی جو کسی اور کے گھر بھول پڑے
تو الہی کرے گوئیاں مرے گھر بھول پڑے

رباعیات

۱

کیوں آپ کو تیرے پیچھے ۔ ہلکان کروں
کیوں روٹھنے کا تیرے میں ارمان کروں
میں چاہ کے تجھ کو مفت بدنام ہوئی
رنگین چل دور تجھ کو قربان کروں

۲

شب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا
جب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا
دل تجھ کو بہت چاہتا ہے اے رنگین
اب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا

الحق تری بات میں نہیں ہی پھدرک
برحق تری بات میں نہیں ہی پھدرک
رنگین تری زباں کے نیچے ہو زباں
مطلق تری بات میں نہیں ہی پھدرک

میں جب سے ہوئی ہوں تیرے ہاتھوں بسمل سنتا نہیں تو میں حال اپنا تجھ سے	۴	جو گزرے ہی مجھ پہ جانتا ہی یہ دل ؛ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ؛
بس سن چکی، لو جی۔ بس جی چپکے ہی رہو جی مجھ سے جیسے ہو تم مجھے ہی معلوم	۵	اب کچھ نہ کہو جی۔ بس جی چپکے ہی رہو جی بس چپکے رہو جی بس چپکے ہی رہو جی
جان آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی تقصیر معاف کیجیے بس روٹھ چکے	۶	ہاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی ہاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی
کوکا تجھ کو یہ کس کی ہی چاہ ہوئی ؛ رنگین ہی کون جس کا لے لیکر نام	۷	سچ کہہ تو کہ ہی کس سے تجھے راہ ہوئی کہتی ہر دم یہی ہی تو آہ ہوئی
	۸	

رنگین سے لیا تھا میں نے رو کر چھلا — دکھلاؤں گی کیا منہ اسے کھو کر چھلا
پاؤں جو وہ چھلا تو دوا بیٹھک دوں — منت کا اٹھاتی ہوں یہ دھو کر چھلا

رنگیں مجھ کو صدر جہاں کی سوگند — اور پیارے مجھے ننھے میاں کی سوگند
میں تجھ کو نہ جی سے چاہتی ہوں تو مجھے — سب پریوں کی اور زین خاں کی سوگند

اب مانوں گی میں تیرا کہا رنگیں جان — لے پٹنے گلے مجھ کو لگا رنگیں جان
مت ہاتھ جھٹک سر از ترے پاؤں پڑوں — مجھ سے تو روٹھ کر نہ جا رنگیں جان

قطعات

۱

کہی بڑے کی بات رنگیں نے — بولی چلوں سے وہ دکھا چھمکا
بات رہتی نہیں ترے جی میں — تو بھی کتنا ہے پیٹ کا ہلکا

۲

ضعف نے رنگیں کیا میرا یہ حال — دل میں آ کر عشق کا جو گھر ہوا
پھانس کی مانند دم کھٹکے ہے آہ — سانس بھی لینا مجھے دو بھر ہوا

۳

میں نے چاہا جو تجھ کو اے رنگین — مجھ سے ہر ایک بدگمان ہوا
تہمتیں جوڑتی ہے کیا کیا خلق — جی لگانا بلائے جان ہوا

رنگین دیکھ تو عشق میں اپنے میں نے اب پہچانا تجھ کو ؛	۴	تو نے مجھ کو کتنا پیسا ؛ تو ہو ایک ارے چھتیسا ؛
مجھ کو ہنستے کل جو دیکھا اور سے پھر یہ فرمایا مجھے رنگین ترا	۵	نیش کھا پہلے تو اُس نے سرد صدا زہر لگتا ہے یہ ہرجائی پنا
بدل کے بھیس کو گوئیاں کے گھر میں تو اپنی باجی سے بولی وہ رنگیں	۶	گئی ہنگام میں ہولی کے میں جب کر اے بی دیکھیو گوئیاں کے کرتب
کیا تجھ سے کہوں کہ میں نے ناحق رنگین تجھ سے جو دل لگایا ؛	۷	کھینچی تجھے چاہ کر ندامت تھی اپنے یہ دشمنوں کی چاہت
میں دوگانا کے پاس شب جو گئی بولی پہچان کر وہ اے رنگین	۸	کر کے جوگی کا روپ ملکے بھبوت ہیں نظر میں مری ترے کرتوت
شب کو لیٹی جو میں زناخی سے چین برابر وہ ہو یوں کہا رنگین	۹	منہ پہ آنچل کی اُس سے کر کر اوٹ ہے چھیٹنا ترا مرے سر چوٹ
	۱۰	

دیکھ زنگین مجھے مری گڑیاں : اپنی ہم جولیوں سے کہنے لگی		پا گئی میرے عشق کا جب اوج میری گڑیاں سے آنکھ لگتی نوج
دور ہو یاں سے تو نہ چھیڑ مجھے : کھو جے گا جا بہو ترا رنگین :	۱۱	کیا نکالی ہو تو نے میری کھج اری میں تجھ سے دل لگاتی نج
میری اس سال ومہ کے آنے کو رکھ نہ دھیان اور بات کا رنگین	۱۲	اپنے نزدیک جان لے تو فوج تجھ سے ملتی نہیں ہو میری روج
چھیڑ کر اس نے پوچھا آؤ گے کب نہ لگا مجھ کو ہاتھ اے رنگین	۱۳	کہا میں نے بتا کے یوں "تاریخ کہیں میری نکل نہ جاوے چیخ
جب اس نے کہا کہ مجھ کو تم سے اک بار وہ کھل کھلا کے رنگین	۱۴	ملنے کا ہو اشتیاق بے حد بولی کہ چہ خوش ستش چرا نباشد
رات دن میں یہی کہتی ہوں کہ ہاں پانی پی پی کے یہ کوسوں گی اسے	۱۵	جس نے رنگیں کا کیا آنا بند ہووے یارب وہ زمیں کا پیوند
	۱۶	

مصرع اول	نمبر	مصرع دوم
روبرو جا کے تو رنگیں کے دد ائیں چٹکیے پوچھے وہ حال جو میرا تو یہ بڑھ کر کہنا		جوڑ کر ہاتھ کھڑی ہوجیو اوسان سے تو ہے بہت جان سے بےچین تری جان سے وو
پا کے تنہا جو کل دوگانا کو چونکتے ہی وہ بولی سسکی بھر	۱۷	میں نے چھاتی لی جھپٹ کے بزور اوہی میں مر گئی موئے در گور
زباں ہے ریختہ ایجاد رنگیں ہوا انشا بھی اب کہنے لگا ہے	۱۸	اسی خاطر کہا کرتا تھا اکثر چہ خوش اس چیونٹی کے بھی نکلے ہیں پر
جب کہا میں نے کہ میرے گھر چلیے گال پر انگلی کو رکھ کر یوں کہا	۱۹	تب مری گوئیاں نے اے رنگیں پکار میں ترے گھر جاؤں گی اے دو بار
سنا ہے یہ میں نے زناخی مری کہا سا تھ ہچکی کے کر مجھ کو یاد	۲۰	کہیں کرتی پھرتی ہے گلشن کی سیر کہاں ہو گئے اے جانی یادش بخیر
میر انکو کسی نے جو دوگانہ سے کہا بول لگی کہنے کہ خواہش نہیں اس کی مجھ کو	۲۱	تو مجھے کو سے کے رنگیں وہ بہت بھاتا ہے مگر بس جو میرا ہو تو میں اس کو کروں تیرا نیز
	۲۲	

یاد میں اُس کی بھر کے ٹھنڈی سانس دیکھیے کب خدا ملا وے گا		بھی کرتی ہوں کرکے میں افسوس اب کی رنگیں گئے ہیں کالے کوس
رنگیں مجھے قول دے کے گوئیاں جو تجھ سے دعا کرے تو پھر بس	۲۳	کہنے لگی جی میں لا نہ وسواس ہو اُس بندی کا ستیاناس
کل جی میں نے کہا زناخی سے تو لگی کہنے یوں وہ اے رنگیں	۲۴	جی میں آتا ہے تجھ سے کیجیے عیش بس بس اب مجھ کو مت دلاو تیش
قسم اس سر کی ہوں میں سیدھی سادھی جو تم سمجھو کے ہو چھل بل کے تو رنگیں	۲۵	نہیں آتا مجھے چھل بل سے اخلاص کرو جا کر کسی چُھتّل سے اخلاص
واللہ سے عشق کے نہ تھی واقف چین رہتا تھا جب کہیں رنگیں	۲۶	کام سے عشق کے نہ تھی واقف نام سے عشق کے نہ تھی واقف
کہوں میں کس سے جو شخص رنگیں ولیکن سوچ رہتا ہے یہ مجھ کو	۲۷	لگا ہے میرا اُس چھل ہلے سے عشق نہ تھا کب ایسی چوچل ہائے سے عشق
	۲۸	سلہ بدمزاج سلہ نخرے باز

تو نے ڈھکا کے جو بین مجھے کل
میں نے اس سر کی قسم ہو اپنا

لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک
کیا رو رو کے لہو پانی ایک

۲۹

وہ جگت میں جو مجھ سے چل نکلا
کہا اُس سے کہ اب بسے اے رنگین

تو وہیں میں نے رک کے کھا کر بل
تجھ سے بولے تو ہو عجب شفقل

۳۰

دل کسی سے نہیں رجھتا رنگیں
التجا کس کی کروں اپنی ہی

ہو رہے بد اپنی سے ناچار رہوں میں
ناک جوتی میں گرفتار رہوں میں

۳۱

جب سے دیکھا ہی مجھکو رنگیں نے
مجھ کو کیا احتیاج زیور کی

جان ہے تب سے اُس کی جان نہیں
وضع سادی ہی میری-بان نہیں

۳۲

کیا بری طرح سے ملتا ہی تو اے رنگین جان
رحم آتا نہیں کچھ تجھ کو بدن چھلتا ہی

ہر ملاقات میں کہہ تجھ سے کہاں تک میں لڑوں
سخت صدمہ ہاتھ لگا مجھ کو ترے پاؤں پڑوں

۳۳

ہر کسی کی بات پر تو پھوٹ کر رویا نہ کر
میں یہ سمجھاتی تھی رنگیں رات اس نادان کو
یوں کہا گھگیا کے اُس نے کیا کروں ناچار ہوں
بس نہیں چلتا تو روتی ہوں برے کی جان کو

اباب نے کل آکے مجھ سے جب کہا اُس کے کھڑے کو اجی تب میں نے ڈٹھ	۳۴	تم کو رنگیں نے بلایا ہی چلو یوں کہا بس بس نہ بک چل دور ہو
کہیو اُنا یہ میاں رنگیں سے پر یقیں جانیو اسے پیارے	۳۵	گرچہ ہم تم میں ہی بہت ان بن جی سے بھاتا ہی تیرا چھبیلا پن
کہا رنگین نے دھواں تیری پہلے کچھ بربرا کے ہونٹوں میں	۳۶	گورے پاؤں میں نیلی بیڑی دیکھ کہا میں نے کہ اپنی ایڑی ہی دیکھ
شعر میں نے سُنے ہیں رنگیں کے جو چلے اُس کے قتل کرتے ہیں	۳۷	نوج اُس سے کسی کی لاگ لگے اُس کی اس گفتگو کو آگ لگے
جب جو روٹھی تو لیس میاں رنگیں گدگدی کر کے یوں لگے کہنے	۳۸	جی میں کچھ سوچ اپنے ہو کے کھڑے ہم کو ہی ہو کرے جو ہنس نہ پڑے
جب چلی گھر کو روٹھ میں رنگین لگ کے چھاتی سے پھر لگے کہنے	۳۹	ہو کے وہ بیقرار دوڑے آئے ہم کو ہو ہو کرے جو آگے جانے
	۴۰	

میاں رنگیں کو دیکھ اپنی گلی میں
لڑا اتنا ہے مواجس تس سے آنکھیں
کہا میں نے یہاں تو کیوں کھڑا ہے
تجھے بے طرح یہ لپکا پڑا ہے

۴۱

آکے جب بیدریغ رنگیں نے
ہاتھ ماتھے پہ مار میں نے کہا
لی مری موٹی ران میں چٹکی
پڑے اس اختلاط پہ چٹکی

۴۲

ہے غم مجھے رات دن یہ رنگیں
میں نے جو تجھ سے دل لگایا
تجھ سے مری آنکھ کیوں لڑی تھی
کم بخت وہ کونسی گھڑی تھی

۴۳

میں نے کوسا جو غیر کو رنگین
دین و دنیا میں ہووے اُس کا بُرا
بولی گوئیاں کہ ہم رہیں جیتے
جو کسی کا کوئی بُرا چیتے

۴۴

شب کو آئے جو میرے گھر رنگیں
خیر سے جاؤں یاں سے اپنے گھر
منہ تھتھنا کر میں بولی اس ڈھب سے
دشمنوں کو بخار ہے شب سے

خمسے

خمسۂ اوّل

عشق کا تیر لگا ہے مجھے کاری انّا
زندگی لگتی ہے اس بن مجھے بھاری انّا
رحم کھا کر مرے احوال پہ جا ری انّا
رات باتوں ہی یہاں تونے گزاری انّا
صدقے تیرے کسی ڈھب سے اُسے لا ری انّا

میں نے سو بار کہا ہے یہ تجھے سمجھا کر
کہ بکا کر نہ فلانی کی طرح چلا کر
او شعلہ روز نیا لاتی ہے اک تو جا کر
آج لشکر وہ سدھارا یہ کہا کیو آ کر
تونے کی سی یہ کیا چھاتی میں ماری انّا

گر گھرا ہے یہ دریائے محبت باللہ
گر نہ تحمل بڑا ہی ملتا ہے نہ کچھ اس کی تھاہ
اس کے ہاتھوں سے تو اب حال ہے بند یکا تباہ
آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہے مجھے اس کی چاہ

روز و شب رہتے ہیں اشک آنکھوں سے جاری انّا

اُس سے اک بار تو لو بندی ملے گی شرطی
ہاتھ اب جان سے دھو بندی ملیگی شرطی
ننگ و ناموس کو کھو بندی ملے گی شرطی
ہونی جو ہوئے سو ہو بندی ملیگی شرطی

وصل کی اُس سے زباں اب تو میں ہاری انّا

اُس کو یاں لا تو سہی سوچ میں بیٹھی ہے کیوں
پہرا جو عہد ہوا اُس عہد پہ میں قائم ہوں
اُس کے آتے ہی قسم ہے مجھے گر دم بھی لوں
میں نے ٹھانا ہے کہ وہ آوے تو میں ٹھکات دوں

لا کسی طرح اُسے اے مری پیاری انّا

اُس کے لانے کا مجھے روز تو دیتی ہے دم
کھائے جاتا ہے مجھے اس کی جدائی کا غم
حق میں اس بندی کے اب اتنا تغافل ہے ستم
وہ ملے اب جو مجھ سے تو علی جی کی قسم

دوں گلے اپنے کا جوڑا تجھے بھاری انّا

بھیجتی جس کو ہوں واں اُس سے مجھی ہوتی ہے باس
مان لے میرا کہا کچھو مت اُس کو اُداس
جانا بہتر ہی وہاں کا مجھے آتا ہے راس
اُٹھتے ہی صبح کو اُڑ جا تو رنگیلے کے پاس

کہیو سب حال مرا ہیں ترے واری اَنا

خمسہ دوم

سمجھ کر مجھے جی میں بھولی کہارو
رہی چپکی میں کچھ نہ بولی کہارو
زباں آج باجی نے کھولی کہارو
جو ہونی تھی سو بات ہولی کہارو
چلو لے چلو میری ڈولی کہارو

نہ نکلے کبھی جاؤ سارے تمہارے
غرض گھاؤ پہ گھاؤ تم کھاؤ سارے
خدا ہی سے اپنا کیا پاؤ سارے
بچھڑ جاؤ نگری سے مرجاؤ سارے
لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو

ہوئی میرے جوڑے کی یہ نیک بختی
اُٹھائی نہ جاوے گی یہ مجھ سے سختی
کہ ٹکڑے ہوئے محرم اور سلہری تختی
چلو ہولے ہولے دھمک سے بختی
گئی سب مسک میری چولی کہارو

فقط ہوگی میری اکہری سواری
کرو لاکھ منت کرو لاکھ زاری
یہ کیوں ڈولی رستے میں تم نے اتاری
علی کی قسم میں نہ دوں گی کہاری

مجھے سمجھو تم نہ بھولی کہارو

اٹھا کر مری ڈولی کاندھی پہ دھر لو
ابھی جتنا چاہو تم اوتنا ہی زر لو
گلی کی مری حد سے آگے گزر لو
ذرا گھر کو رنگیں کے تحقیق کر لو

کہو یاں سے کیسے ڈولی کہارو

خمسۂ سوم

بھاتی ہو جی سے بندی کو آنچل کی اوڑھنی
منگوا دو کوئی مجھ کو مسلسل کی اوڑھنی
اوڑھو نگی سادی میں تو نہ ململ کی اوڑھنی
میں تو وہ اوڑھنے کی نہیں کل کی اوڑھنی

اجی مجھے اوڑھا دو جھلا جھل کی اوڑھنی

پنکھا بلا اُٹھا کے مقالی کا چھوڑ دو جھیاں
کمبخت بکتے بکتے مری تھک گئی زبان

ہی ہی جلی جلی مری اس بات کو تو مان
گرمی کے مارے ناک میں آئی ہی میری جان

زنا اوڑھا دے لا کے کوئی ہلکی اوڑھنی

رغبت کثیف شی سے نہیں ہی مجھے ذری
ایمان کی میں اپنے کہوں سچ ہی یہ اجی
جلتا ہی اچھی چیز یہ البتہ میرا جی
بجلی سی مجھ کو بھاتی ہی کچھ جی سے گا جلی

بندی کو زہر لگتی ہی ململ کی اوڑھنی

دالان سے چلی تھی چھپر کھٹ میں سونے کو
جی سن سنایا جاتا ہی بغلوں میں ہاتھ دو
انگڑائی آئی اُٹھتے ہی اک مجھ کو صاحبو
پہونچی لچک کمر کو ارے لوگو دوڑ یو

کیلے تا ناک جو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی

بدبخت تیرا ہووے الٰہی کرے برا
ہی ہی تو کتنی ڈھیٹ ہی سنتی نہیں ذرا
خطرہ مرا ہی تجھ کو نہ کچھ خوف باجی کا
اس بوغبند میں یہ ملی جائے گی ددا

تہ کر کے رکھ پٹاری میں آنچل کی اوڑھنی

نادان مجھ سی کوی نہیں ہی دیار میں
پوچھوں ہوں لاکھ بار یہ باجی سے پیار میں
بھولی ہوں اس قدر میں کہ گرمی کے تار میں
برسات جس کو کہتے ہیں جی جس بہار میں

سر پہ ہوا کے ہوتی ہی بادل کی اوڑھنی

چکتا ہی سر پہ آتا ہی جی میں نہاؤں میں
اک بات میری مان تری واری جاؤں میں
پوشاک اپنے واسطے بھاری سلاؤں میں
بھاری سی بنت منگا دے کہ یہ ٹکیں لگاؤں میں

سر پر مرے ٹھہرتی نہیں ہلکی اوڑھنی ؛

قصیدہ نوری شہزادے کی شان میں اور میاں شاہ دریا صاحب کی تعریف میں

فلک کے ہاتھ سے آیا ہے ناک میں ہر دم
کہ کھا کے سو رہوں کچھ جی میں ہے علی کی قسم

یہ بیر باندھا ہے اب مجھ سے اس کمینے نے
کہ ہو سکے ہے بیاں وہ نہ ہو سکے ہے رقم

میں اپنی جان سے ہوں اب تو تنگ آ گئی ہوں
اذیتیں مجھے لاکھوں دیا اس نے بلکہ بہم

یہ بات اٹھا تا نہیں مجھ سے میں نے قدری کی
ہے ایسا ڈھیٹ کہ ہوتا ہے خوش یہ کر کے ستم

زبان تو ایک ہے کس کس کا میں کروں شکوہ
ادھر تو ساس کا دکھ اور ادھر ہے نند کا غم

وہ کبھی مجھے چنچل پنی دکھاتی ہے
کبھی جٹھانی مجھے کہتی ہے کیوں ہے آنکھ میں نم

اوڑاتی ہے کہیں مغلانی مغز کے کیڑے
اصیلیں شور کہیں کر رہی ہیں ملکے بہم

ہر ایک جوڑتی ہے مجھ پہ تہمتیں لاکھوں
کہے ہے مجھ کو ہر ایک ہے اسے کسی کا غم

غضب یہ ہے کہ مری ٹھکر کنوتی ہیں
بہم یہ ملکے کیا کرتیاں ہیں مجھ پہ ستم

غرض کہ گھر میں مرے مچ رہا ہے وہ کہرام
کہ جس کے لکھنے سے ہوتی ہے شق زبان قلم

نکالوں تیرے سوا کس کے آگے جی کا بخار
مرا ہے چھوٹ ترے ہمراز نہ کوئی محرم

سنواروں آج میں چھٹک منگا کے بکرا لال
بساؤں عطر میں پوشاک سرخ کو اک دم

بچھاؤں سوزنی اک اجلی اور اچھوتی لا
اور اس پہ رکھوں میں اک تکیہ کو کرکے علم

منگاؤں پھولوں کا گہنا الاچیاں اور لونگ
بلاؤں سر پہ ترے آج شاہ دریا کو
پھر اس جی کی نکالوں میں کہہ کے سب گھڑا
تسلی ہوتی نہیں میری ہے غائب سے
لکھوں میں وصف میں اُن کی وہ مطلعِ ثانی
یقیں ہے بندی کو جس گھر میں جائے تیرا قدم
تری وہ ذات ہے داری کہ تجھ کو جو دھیان دے
زنا نخی جس کی خفا ہو وہ اس سے مل جائے
جن اور بھوت ترا نام سُن کے یوں بھاگیں
اُٹھائیں تخت ہوا اور کو ترے رہاں
تو منہ کی پیاس کا دی لکھ کے ایک جو تعویذ
گلے میں نکلے جو گلٹی کسی کے آپ سے دور
تو بھر کے حقہ میں لوگوں کو پیوے جس دکھ پر
اوگال پان کا کھا جائے تیرا جو بی بی
وہ کیوں نہ کوکھ سے اور مانگ سے رہے ٹھنڈی
ملے نہ بحر جہاں میں پھر اُس کا تھل بڑا
بھرا دے نیچے تو اٹھ کے جیا بیٹھک میں
تو ساتوں پریوں کا ہیگا وہ لاڈلا بھائی
بڑے جو بھائی ہیں تیرے میاں سکندر شاہ

منگاؤں گڑ گڑی کوری بھی اور ایک چلم
کہ دور ہو وے مرے دل کا سب یہ رنج و الم
جواب پاؤں میں اُن سے سنا کے دل کا غم
پڑھوں حضور میں کچھ شعر اُن کے کر کے رقم
کہ جس پہ نورِ جہاں آفریں کرے ہر دم
لگے بہشت نہ اس گھر کو اور نہ باغ ارم
جو بانجھ ہوئے تو لڑکے وہ دو جنے توام
دوگانا جس کی ہو آزردہ بھول جائے وہ غم
شعاعِ مہر سے اُڑ جائے جس طرح شبنم
چلے جلو میں ترے جن و حور ہو خرم
تو پاؤں چھوڑا ہو جس کا وہیں پہ جائے وہ تھم
تو ہووے راکھ سے تیری چلم کی وہ مرہم
تو ہوئی دور وہ کیسا ہی درد ہو محکم
تو ہووے درد کمر اس کو اور نہ دردِ شکم
رہے مثالِ کمان جو کہ تیرے آگے خم
جو رہی تری بیٹھک سے ہو رہی بیغم
تو عش کرے ترے ہاتوں یہ زال کا رستم
کہ تیری لیتے ہیں جھٹ پٹ بلائیں وہ پیہم
تو اُن کی آنکھ کی عینک ہے تو خدا کی قسم

جہاں میں جتنے ہیں ہر اک کا اک وسیلہ ہے — ہر اک وضع پر اپنی ہر اک سے ہی حرم

کسی کو جی سے ہے اخلاص شیخ سدو سے — کہے ہے آپ کو نتھے میاں کی کوئی حرم

کوئی گواتی ہے سیاں بلا کی چھاپ بدار — وہ چہل تن ہی کا بھرتی ہے پانی اور دن دم

کہیں طبق کوئی پریوں ہی کے اٹھاتی ہے — کہے ہے شاہ بہنے سے کوئی دل کا غم

صدا رجہاں سے لگایا کسی نے ہے لگا — کوئی کہے ہے کہ ہو زین خاں کا مجھ پہ کرم

مجھے تو کام نہیں ہے کسی سے صدقے گئی — کہوں زیادہ کسے میں بتاؤں کس کو کلم

غرض نہ نتھے میاں سے نہ زین خاں سے کام — نہ شیخ سدو کا بھاتا ہے کچھ مجھے عالم

مجھے جو چاہیے تو ہے تیری ہی ذات سے مطلب — نصیب ہووے بالا ترا مجھے جم جم

میں تیرے صدقے گئی میرے نوری شہزادے — طفیل شاہ سکندر کے کر کچھ ایسا کرم

کہ ہووے میری طرف سے یہ سب کی لاؤ نیند — کرے نہ جور کوئی دوست مجھ پہ [illegible]

تری جناب میں لونڈی کی اب یہی ہے عرض — کہ جتنے جی تیری الفت نہ ہو وہ جی سے کم

جو مدعی ہیں مرے سو وہ ہوئیں ملیا میٹ — ہمیشہ گھر میں رہے اُن کے اک نیا ماتم

مری طرف سے کپٹ جس کو ہو الہی کرے — جو شہد وہ پیئے تو ہو وہ اس کے حق میں سم

جو باتیں میری لگاوے بجھاوے باجی سے — نہ رہنے پائے وہ ہستی میں لے وہ راہِ عدم

اور اپنا دوست جو رنگیں ہے تیرے صدقے سے
جوانی اپنی سے پاتا رہے وہ پھل ہر دم

مثنوی در بیان سیر باغ اور اظہار احوال دو عورتوں کا روبرو باجی کے

باغ میں کل گئی تھی میں رباجی ؛ نظر آیا وہاں تماشا جی ؛

یعنی اک سمت کو وہاں کمبخت ایک دو رنڈیاں ہیں زیر درخت

ایک کے اوپر ایک ہلتی ہے ؛ ایک یوں دوسری سے ملتی ہے

کبھی یہ منہ کو اُس کے چومتی تھی گاہ وہ چھاتی اُس کی تومتی تھی ؛

کبھی یہ اُس کے گدگدی کرتی ؛ گاہ وہ گال گال پر دھرتی ؛

گہ بلائیں یہ اُس کی لیتی تھی ؛ گاہ بوسہ وہ اُس کو دیتی تھی

دوہتڑ .... مارتی وہ اوہی میں مرگئی پکارتی وہ ؛

نخرے کیا کیا کریں تھیں نخرے ہیں نخرے آئے تھے اُن کے نخرے میں

یہ جو ملتی ہیں اُس سے شرماتی وہ اُسے چھیڑ چھیڑ گرماتی ؛

ہو کے جب گرم اُچکنے لگتی وہ اس کے ملنے سے رگڑنے لگتی وہ

لب سے لب کو ذرا رگڑ جاتی پیاسی مرتی ہوں دے ذرا پانی

تو لپٹ کر کے بھینچ لے مجھ کو جو میں سرکوں تو کھینچ لے مجھ کو

تو تو ہے مجھ سے دونی مسٹنڈی کیا ہوا کیوں تو ہو گئی ٹھنڈی

جو دوگانا مجھا سے چل میری
تو تو لونڈی ہیں ہو رہوں تیری

ورنہ تو ہونٹے ہیں ہول اوپر
میرے ملنے کو کر تو مد نظر

سُن کے یہ بات جی میں خوش ہو کر
وہ ہولی سنتے یہ ہولی اوپر

جبکہ وہ دونوں آئیاں رس میں
تب تو کہنے لگیں وہ آپس میں

پاس سب کے ابھی صبح ہو رہا ہے
بس اُسی کا تو کھیل ہو رہا ہے

بچ مچا کر مزے میں خوب سمٹ
وہ لگی کہنے یوں گلے سے لپٹ

آہ مرتی ہوں اے دوگانا جان
اوہی ستا ذرا خدا کو مان

پانی آنے لگا ہے رہ تو سہی
تو بھی کچھ اپنے دل کی کہہ تو سہی

کہا اُس نے جو حال تیرا ہے
وہی احوال آہ میرا ہے

اُن کی باتوں کو میں جو سنتی تھی
لب کو ہرگز نہ کھول سکتی تھی

ق

شرم سے کچھ نہ بول سکتی تھی
سُن کے بس جی ہی جی میں پکتی تھی

تھا جو گوکا کو ایک شخص سے ربط
بات یہ رہ سکی نہ مجھ سے ضبط

میں نے اُس سے کہا اِدھر آنا
ہے تماشے کی بات سُن جانا

جب سمجھنا وہ میرے پاس آیا
میں نے اُن کو دکھا کے اُس سے کہا

جی کی جی میں رہے یہ ہول تم گئیں
یہ مناسب نہیں ہے اے رنگین

اُن کی کچھ بن سجھے گی کب آتش
ان میں دیکھے ہے روز و شب آتش

سُن کے یہ وہ غرض گیا اُن پاس
دیکھتے ہی سٹ گئے بس اُن کے حواس

مدعا یہ کہ اُس سے شرما کر
دونوں اُٹھ بیٹھیاں وہ گھبرا کر

ڈھانپ کر کرتوں سے اپنے پیٹ
اور وہ پٹوں سے تن بدن کو لپیٹ

لگیں کہنے کہ پاس آؤ نہیں ؛
ہاتھ ہرگز نہیں لگاؤ نہیں ؛

آ کے غصے میں اُس نے اُن سے کہا
پیش جاوے گا اب بہانا کیا

تم ہو..... میں ہو یہ تو جانتا ہوں
کب یہ کہنا تمہارا مانتا ہوں

جو کیا تم نے میں نے سب دیکھا
شور اور غل سے اب ہی فائدہ کیا

سن کے یہ ایک اُن میں سے بولی
تو نے بیڈھب زبان ہی کھولی ؛

تو جو لیتا ہی ہم پہ یہ طوفان
کیا خدا کو نہیں ہو دینی جان

یہ تو سچ اُس کو چاہتی ہوں میں
چاہ بس اب نباہتی ہوں میں ؛

اس کو ہرگز نہیں خیال مرا
عشق نے یہ کیا ہی حال مرا ؛

گر مجھے ایک دم قرار نہیں
دل پر اپنے کچھ اختیار نہیں

پر بری بات سے نہیں کچھ کام
خلق جس سے نہیں کرے بدنام

کہہ کے یہ بات تیوری کو چڑھا
اُس نے یہ قطعہ مرے آگے پڑھا

ق

میں نے چاہا جو اس کو لے رنگین
مجھ سے ہر ایک بدگمان ہوا

تہمتیں جوڑتی ہی کیا کیا خلق ؛
دل لگانا بلائے جان ہوا

دوسری نے کہا سنو صاحب
اب مرا ماجرا سنو صاحب

چاہتی میں بھی ہوں اسے باللہ
پر نہیں اُس کے دل میں میری چاہ

مانیو تم نہ ذرہ اُس کی بات
شب کو یہ دن کہے ہی دن کو رات

سارے جھوٹوں میں نام ہی اس کا
بولنا جھوٹ کام ہے اس کا

اور ایک مردوے پہ مرتی ہی
مجھ کو بدنام مفت کرتی ہی

کہہ کے بس اتنی بات وہ مکار
قطعہ پڑھنے لگی یہ رو رو زار

قطعہ

سخت بیتاب ہو رہے اسے بیگمیں / کوئی اب اُس کا کیا علاج کرے
ہیں اسے چاہوں چاہیے غیر کو یہ / دوستی اس طرح کی ساج کرے
کہہ چکیں جب وہ دونوں اپنا حال / وہیں گو رہا ہی ہیں اُس کے خیال
مجھ کو باتوں میں یہ اُڑاتی ہیں ؛ / پھر چلتر مجھے دکھاتی ہیں ؛
یعنی یہ بات مجھ کو ہووے یقیں / کہ برے کام میں یہ دونوں نہیں
ہاں مگر خالی چاہ ہے ان میں / یعنی آپس میں راہ ہے ان میں ؛
الغرض رو میں خوب چلا کر / اُس نے اُن سے کہا یہ جھنجھلا کر
مجھ سے پردہ رہا نہیں اب کچھ / میں کھڑا دیکھتا تھا یاں سب کچھ
حاصل اس مکر سے بھلا کیا ہے / سب کچھ آنکھوں سے میں نے دیکھا ہے
سن کے آخر وہ ہو گئیں قائل / اُن سے صحبت کا وہ ہوا سائل
بس کہ تھیں وہ بھی خستہ بال و باش / مرد کی آپ تھیں اُنھیں بھی تلاش
کر کے باتوں میں راضی اُن کو لٹا / کیا کہوں اُن سے کس طرح سے ملا ؛
نصف شب سے غرض کہ تا بہ سحر / کبھی یہ اُس پہ تھا کبھی اُس پر
صبح تک دونوں ہو گئیں ڈھیلی / ایک تو تھیلی دوسری پیلی ؛
آ گئیں خوب اُس کے جب بس میں / پھر تو دینے لگیں اسے قسمیں
کر رہی ہم کو چھوڑ دو صاحب / مانیں گے تم کہو گے جو صاحب
کہا اُس نے کہ گر کرو توبہ ؛ / تو تمہیں چھوڑ دوں ابھی باشد

ورنہ جب تک ہو میرے دم میں دم
بہن اُس کے قدم پہ گر پڑیاں

ہاتھ میرے ہیں اور تمہارے قدم
ہاتھ پھر جوڑ کر ہوئیں کھڑیاں

لگیں کہنے جو پھر یہ کام کریں
تو بس ایسی ہی ہم بلا میں پھنسیں
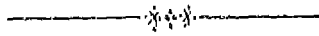
نامہ زناخی کا

زناخی کو بیچ حالت خفگی کے اور بیچ تعریف سراپا ہمسایہ گی کے اس معنی پر کہ تجھ میں مجھ سے کونسی بات زیادہ ہو کہ جس پر تو اتنا اترائی ہو

اے دلبر و دلبر یگانہ
اے فتنہ و فتنۂ زمانہ

اے مایۂ عیش و شادمانی
اے باعث لطف زندگانی

اے کاشف سر عشق بازی
اے کشتۂ الفت مجازی

اب تجھ سے ہی یہ سوال میرا
کیوں تجھ کو نہیں خیال میرا

سمجھے ہی تو کیوں حقیر مجھ کو
کاہے یہ ہوا گھمنڈ تجھ کو

سوچا میں نے بہت ہی دن رات
تجھ سے نہیں مجھ میں کم کوئی بات

گر تو ہی بہت ہی خوب صورت
تو میں بھی پری ہوں فی الحقیقت

جو بال بہت بڑے ہیں تیرے
تو نرم و سیاہ ہیں گے میرے

پیشانی ہو تیری گر کشادہ
تو میری جبیں ہی لوح سادہ

اب تجھ سے کہوں بھووں کا عالم
کچھ وہ بھی نہیں ہیں بیش اور کم

جو تیری ہیں ماہ نو کی ثانی
تو میری ہیں تیغ اصفہانی

ناوک جو مژہ ترے بلا ہیں
تو یاں بھی یہ خنجر بلا ہیں

چشموں میں بھرا ہی گر ترے ناز — تو آنکھیں مری بھی ہیں فسوں ساز

رخسارے ہیں تیرے سبب سے پُر — تو میرے بھی گال ہیں مہ و نور

نتھنے کی پھڑک ہی گر تجھے یاد — پھڑکانے میں ہیں بھوؤں کے اُستاد

بینی تیری جوں الف عیاں ہی — تو میری بھی ناک سو نواں ہی

گر ہونٹھ ترے ہیں برگ گلاب — تو ٹکڑے ہیں لعل کے مرے لب

گر دانت ہیں تیرے سلکِ گوہر — تو میرے ہیں موتیوں سے بہتر

شیریں ہی زباں تری جو خود کام — تو میری زباں ہی لوزیہ بادام

مسّی تری ہی اگر نمودار — تو میری دھڑی بھی ہی دھواں دار

ستھرا جو ہی تو نے پان کھایا — تو میرا لکھوٹا ہی سوایا

گر تیری ہنسی غضب ہی جاناں — تو قہر ہی میرا مسکرانا

گردن ہی تری بیاضِ ناگن — تو میری بھی ہی صراحی گردن

بازو جو ہیں گول گول تیرے — تو ڈنڈ بھرے بھرے ہیں میرے

ساعد ہیں ترے جو شاخِ سنبل — تو باہیں مری بھی ہیں رگ گل

ہیں پنجۂ نور جو ہاتھ تیرے — تو رشکِ قمر ہیں ہاتھ میرے

گر تیری ہیں چھاتیاں بہت صاف — تو میری بھی ہیں غضب ہی شفاف

تختی تیری اگر بھلی ہی — تو سانچے میں چھب مری ڈھلی ہی

گر تیری کمر ہی موسی پرپیچ — تو میری کمر کو جان لے ہیچ

رانیں تیری ہیں گاؤ دم جو — تو میری سرین ہیں اُن سے نیکو

گورے گورے ہیں گر ترے پانوں — تو میرے بھی ہیں بھرے بھرے پانوں

گر تیری کفک ہی پانوں کی خوب
تو میری بھی فندقیں ہیں محبوب

قامت ہی ترا جو سرو آزاد
تو میرا بھی قد ہی نخل شمشاد

جوتا تیرا نیا ہی گر زر
تو میری بھی کفش ہی جھلا بور

رفتار تری جو خوشنما ہی
تو میرے بھی فتنہ زیر پا ہی

انگیا گر گاچ کی ہی تیری
تو ستھری ہی نہن سکھ کی میری

گر کرتی ہی تیری جالی کی ٹھپک
تو میری بھی ہی بہت ہی باریک

گر تجھ میں ہیں ناز اور ادائیں
تو میرے کرشمے ہیں بلائیں

گر کرتی ہی ادا ہی تو بہری سے
تو بھرتی ہوں سسکی میں بھی جی سے

سینے میں اگرچہ تو ہی استاد
تو قطع مجھے بھی ہی بہت یاد

گر تیری جگت بری ہی جانی
تو میں ہوں سراہنی کی بانی

گر نکلے ہی تجھ پہ خلق کا دم
تو مجھ کو بھی چاہتا ہی عالم

چھوٹا سن گر تیرا ہی جانی
تو میری بھی اٹھتی ہی جوانی

گر مال پہ ہی تجھے گھمنڈ آج
تو میں بھی نہیں کسی کی محتاج

ہیں بحر میں دونوں حسن کے غرق
تجھ میں مجھ میں نہیں ہی کچھ فرق

پھر تجھ میں فزوں ہی کونسی بات
جس پر اتراتی ہی تو دن رات

افسوس یہی ہی مجھ کو جانی
کچھ تو نے نہ قدر میری جانی

دنیا کا کیا نہ مجھ کو دیں کا
کھویا نہ رکھا مجھے کہیں کا

سمجھے ہی تو مجھ کو اور کا اور
ذرہ بھی نہ اپنے دل میں کی غور

یعنی یہ زنا خی یا وفا ہی
مجھ پر جی جان سے فدا ہی

مجھ بن نہیں اُس کو اور سے کام
جتنی ہیں تھی نہ سمجھی تجھ کو
سب جانتے ہیں تیری بے وفائی
احوال ترا ہے مثل بلبل
اک بار گی ہو کے اُس پہ شیدا
اے باعث رسم بے وفائی
میں نے ہر چند کی بہت غور

ورد اُس کا ہمیشہ ہے مرا نام
کیا اُس سے سوا لکھوں گی تجھ کو
جو جو کی تو نے جگ ہنسائی
دیکھا کوئی جب کہ خوشنما گل
وہ ہیں کیا عشق تازہ پیدا
کیا تجھ سے اُمیدِ آشنائی
کچھ ٹھہرا نہ دل میں اس بغیر اور

رنگین کو تو چاہتی ہے جی سے
مطلب مجھ کو نہیں کسی سے

تمام شد

جب سے کہ سامنا ہو اُس چاہ کی گلی کا
ہے ورد مجھ کو حضرت مشکل کشا علی کا

مرجھا گیا دل اپنا تو نقشہ یاد آیا
بے اختیار مجھ کو اُس پھول کی کلی کا

نرماہٹ انگلیوں کی اُن کی نہ پوچھ مجھ سے
ہے صاف دال تو عالم اک سنگ کی ڈھلی کا

مجھ سے نہ اڑ ناخی تو رات کو کہیں تھی
ہے رنگ کوئی چھپتا الٰہی ملی دلی کا

ہاتھوں سے تیرے ہیں تو کمبخت عاجز آئی
جو کام ہے نگوڑا تیرا سو ہلیلی کا

ہیں کیا کہوں دوگانا اُس گل کے دوڑے تیرے
جو حال ہو گیا ہے اُس پاؤں کی تلی کا

کیونکر قدم رسولوں جا کر پھروں نہ چوکی
رکھیے جو آسرا تو ایسے مہا بلی کا

دل گدگدا رہا ہی جس شخص پر کل اس کے
جوڑے بغیر گزرے کس طرح مرد و زن کی

رانوں کے بیچ گھوڑا تھا پھیرا تھلی کا
یہ چال ہی ولی کی یا کام ہی للی کا

انشا سوائے اپنے اللہ کے جہاں میں
ہی کون کھونے والا اس دل کی بیکلی کا

وصف بیاں کیا کروں رات کے مہمان کا
رات جو میں نے سنا قصہ پرستان کا
تجھ سی پری بھی کوئی ہووے تو شاید کہ ہو
جاں وہ گیا مرد و اٹھے رہا غش ہوا
یہ بھی تو ہی اک پھبن دھوپ کی ہو جو کرن
بات جو کہنی نہ تھی سو وہ دوا سے کہی
ل تو مرے پاؤں کی آن کے ٹک انگلیاں

آدمی زادہ بنا جان نہی جان کا
خواب میں آیا نظر تخت سلیمان کا
ہم نے تو دیکھا نہیں آدمی اس شان کا
بھاپ لگا گدگدا جس کو تری ران کا
لیجیے لہنگا پہن بادلے کے تھان کا
موکھ نہ دکھاوے خدا آپ سے نادان کا
پھینک دے رائیل تو ہار بدن بان کا

تیری تو انشا کبھی بات نہ باور کرے
جامہ پہن کر اگر آوے تو قرآن کا

اللہ کرے سلامت تجھ کو رہے یہ بیڑا
کیوں گیلی انگلیوں سے تو مجھ کو ہی لپٹنی

ہی جس کے دم قدم سے دنیا کا سب کھیڑا
ہی ہی تری گلہری کیا مانگتی ہی بیڑا

بندی کی دشمنی میں ناحق جو ہوں الٰہی — لگ جاوے اُن کے منہ پر ازغیب کا تھپیڑا

باجی سے اپنی ہنس کر کل وہ پری یہ بولی
کیوں تم نے میرے انشا اللہ خاں کو چھیڑا

کروں پیشتار کیا اپنی دوگانہ کی رکھائی کا — دماغ آگرا انھیں میں ٹھس یہ ساری خدائی کا
نیا یہ سوہلا سنیے لگا ہے ٹوہ میں میری — موا دربان کا لڑکا تلینٹہ وہ منجھلے بھائی کا
وہی جانے کہ کیونکر بات جیت ان تک پہنچی ہے — دوا کا آسرا ہے یاں بھروسا کچھ نہ دائی کا
بھلا حاصل جو دیدے دھوئے دھائے ستانی ہے — کریاں گھر گھاٹ سب معلوم ہے ان کی صفائی کا

تجھے پکڑا نہ تھا انشا سے میں نے بات کرنے کل
نگوڑا کام ہے تیرے سی ہاں تو بے حیائی کا

چوٹی پہ تری سانپ کی ہے لہر دوگانا — کھاتی ہوں ترے واسطے میں زہر دوگانا
چتون تری بس دیکھتے ہی یاد پڑی ہے — دلی کی وہی چہل وہی نہر دوگانا
نوج ایسے کہیں اور رہوں گھر کو چلے لوگ — سب ناٹر گئی ہے یہ برا شہر دوگانا
بن بیٹھے ہیں دولہا دولہن اس وقت جو ہم تم — نو لاکھ روپے کا تو بندھے مہر دوگانا

میں تجھ سے سمجھ لوں گی بھلا کون ہے انشا
اللہ ارے تو ہے بڑی قہر دوگانا

تم نے پریتی کہانی تو بیٹری انّا
ٹلیلی ٹھیکری ایک ڈھونڈ کے لا دی جس سے
گٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا

آپ بیٹی تو کوئی بات نہ چھیڑی انّا
اپنی رگڑا کروں ہیں پاؤں کی ایڑی انّا
کٹ گئی یعنی مرے پاؤں کی بیڑی انّا

نہیں سنگار ریا تو نے تو پھر انشا نے
میرے دروازے کی کیوں چول اکھیڑی انّا

تھام تھام اپنے کو رکھتی ہوں بہت سا لیکن
اپنے کوٹھے پہ کچھ اس ڈھب سے زفیلا کہ مری
شیدی عنبر کے جو آنے کا یہ ڈر ہے کہ کہیں

کیا کہوں تم نہیں سکتا مرا اندر والا
لے گیا جان اوڑا ایک کبوتر والا
وہ ہی قصہ نہ ہو در پیش صنوبر والا

آدمی زادہ وہ انشا لے اُن پریوں سے
اڑ گیا ہووے نگوڑا جو کوئی پر والا

آگ لینے کو جو آئیں تو کہیں آگ لگا
نہ برا مانے تو یوں تو ج کوئی مٹھی بھر
میٹھے بیر اگن اگر اپنے درختوں ہیں تو پھر
اڑ گئی فاختہ کیوں سرو پہ دم دیتی ہے

بی بی ہمسائی نے دی جی ہیں مرے آگ لگا
بیگما تیری کیا رسی ہیں نیا سا آگ لگا
پھول اور پھل کی جگہ دے وہیں پر آگ لگا
اجی اس کا نہ کچھ اچھا مجھے گھر آگ لگا

شوق سے سونگھے لے انشا مری بو بالوں کی
وے چنبل خور کے ہونٹوں میں تو ایک آگ لگا

ہائے کمبخت آنسو کے لیے نکلے نہ کیونکر آنکھ سے تیری
جھونک گیا خاک آنکھ میں سب کے اگ بگولا جو آیا

چوٹی نالے کا پتل میری آنکھ کے تل میں بیٹھ گیا
بند توڑا کر پرچے اڑا کر اس محمل میں بیٹھ گیا

ہی یہ تہ نجتی کونسی منزل انشا اس کا نام
ڈر سا دل کے میرے اندر اس منزل میں بیٹھ گیا

اپنا جو جتاتا ہو ہمیں زور نگوڑا
سوتی تھی مزے میں کہ گئی نیند اچٹ ہائے
میں پنچ پڑوں کیوں نہ جو لے چٹکی میں اپنے

صدقے اسے کر ڈالیے در گور نگوڑا
کیا جانیے کیسا یہ ہوا شور نگوڑا
ڈالے مسل انگلی کی مری پور نگوڑا

ہمسائی میں کہ بجل ہوئی کل رات کو انشا
گھس اس کے زنانے میں گیا چور نگوڑا

تری مہر گر پڑی تو اری سی سر نہ تھام اپنا
کمبخت ہو وہ کام وہ دوگانہ بہت برا
لو شمع کی نکلتی ہے ان آنسوؤں کے ساتھ

بیتی ہے اچھی اس پر تو کھدا لے نام اپنا
صدقے گئی تھی ہے یہ زمانہ بہت برا
پانی میں ہے یہ آگ لگانا بہت برا

کیوں آٹھ آٹھ آنسو رلاتا ہی مجھ کو تو
دل سوز ہی وہ امری پر اُس کا ہر گھڑی

ہیگا کسی کے جی کا ستانا بہت برا
لگتا ہی انگلیوں کا نچانا بہت برا

بھر آئی میری آنکھ تو انشا نے یوں کہا
لگتا ہی مجھ کو آنسوے بہانا بہت برا

بیگما ہیں جو بری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
تو تو اوکٹی نہیں جاے گی مرے عیبوں میں
اپنی بجلی کی سی تو چھب کی خبر لے باجی
کچھ ترا باغ تو لوٹا نہیں ہی میں اپنی

پہنے پوشاک زری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
اری میں عیب بھری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
گرم میں گو کہ وزری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
گو وہ پھولوں سے بھری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

سنئے دھانوں کی سی کھیتی کی طرح سے انشا
ڈنڈ ہی اور ہری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

رنگ ہی آنکھ کی پتلی میں اُسی کا جھلکا
مشک کی طرح سے گال اپنے پھلاتا کیوں ہی
پاک ہی ہی جو کچھڑی سی سیکھوں میں جب سے

چھوڑ دنیا میں دیا جن نے یہ پتلا گل کا
ایسے اوسنق کے لونڈے تو نہ پانی چھلکا
اُس کی اب تک نہ گلی دال نہ چانول لش کا

ہاتھ آیا سو ہتھیلی سے ہتھیلی ملتا
چڑھے اور پہاڑ میں جاوے یہ گوڑا چسکا

چھبتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے لا ری انگیا

گوکھرو لہرٹ ڈاک سنا ہے کیا چیز
اس سے ہو جاتی ہے کم بخت گنواری انگیا

گیند اک میں نے جو پھینکی تو جھجک کر ان نے
کچھ عجب ڈول سے کل اپنی سنواری انگیا

بی بی مغلانی جو سی لائیں تھیں آئی شب بستان
بیگما جی نے وہ سرانے کے سو ماری انگیا

جس میں بو باس ہو تیری وہ نشانی دے ڈال
چھاتی میں کیا کروں گی لے تیرے واری انگیا

اوڑھنی تجھ سے جو بدلی تو اجی باجی جان
وہ بھی اک لیٹ کے جو ہو بھاری سے بھاری انگیا

تھی عجب کوئی سگھڑ جس نے یہ کاڑھے بوٹے
وا چھڑی بن گئی اک پھولوں کی کیاری انگیا

تاج پہنے کوئی شبنم کی کٹوری صاحب
تارے یوں ڈوب گئے دن کو سدھاری انگیا

اشرفی تم نے جو دھر لی تو اجی یہ ٹھہری
ناز اور آن کی گویا کہ پٹاری انگیا

ہاتھ انشا کا کہیں چھو جو گیا تو بولیں
تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا:

تو قیامت سے بھری ہے حد برا تیرا گلا
خوش نہیں آتا ہمیں بی فاختہ یہ چوچلا

روپ آنو کا پکڑ بیٹھے کوئی کالی بلا
تب تو بی ستی پڑھیں کالو بالا کا لو بالا

کیوں پڑا تھلکے ہے جی میرے کلیجے میں بھلا
ہے تمہارا روپ ایسا جیسے سونے کا ڈلا

سبل کے کونڈے اسی سے آج ہیں کیا اے ددا
ہے چھوٹا سا چلبلا کا تیری گودی کا پلا

جان صدقے اُس پری پر یوں کہا حسن نے مجھے
آپ بیتی کہہ کہانی کچھ کسی کی مت چلا

دل میں اک انشا کے چٹکی لے کے گدگدی ہوئی گئیں
واچھڑی معقول یہ کیا تھا بھلا صاحب بھلا

ردیف ب

تم نے جو میرا اوڑھا دوپٹہ ہے یہ دوگانا بات کڈھب
لگتا ہے اس میں دونوں کو بٹہ ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ایسی نہ چالیں چل تو ہی ہو جاؤ بھری جو لوگ کہیں
آپس میں ہو ان کے سٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

روکھی پھیکی کڑوی کسیلی ہوتی ہو جو ہم سے تم تو
چاہے ہو جی میٹھا کھٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ہاتھا پائی خوب نہیں کچھ جانے دو ایسی باتوں کو
لگ گیا میرے منہ کو بٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

خط پڑھنے کو ڈیوڑھی کے اوپر چاہیے کوئی بوڑھا سا
انشا تو ہی ہٹا کٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ردیف پ

لہریں چوٹی کے تیرے ڈر کے ماری کانپ کانپ
چونک چونک اٹھتی ہوں میں راتوں کو کہہ کر سانپ سانپ

نوج تم کوٹھے پر آئیں اے بڑی دائی اتو
لوگ سب سوتے ہوئے تم نے جگائے ہانپ ہانپ

کوئی اونگل جیر سے اونچی ہوئی تو کیا ہوا
ق بڑھاپا بیگما نے میرے قد سے ناپ ناپ

تو جو کہتی ہے کہ تجھ کو بھانپتا ہے اک جہاں
کیا ڈرانی مجھ کو لگتی ہے یہ تیری بھانپ بھانپ

ہے بڑا جگرا ترا انشا ارے تو قسر ہے
کب تلک ہیں تیرے کرتوتوں کو رکھوں ڈھانپ ڈھانپ

ردیف ٹ

کوٹھے پہ سیڑھیوں میں یا کہ منڈیروں کے ادھر
سر ملے سے بھروسا نہیں پڑنا کس وقت

صحن میں ڈھوئے ہیں یا اور کہیں منہ سے پھوٹ
کس جگہ کب وہ کدھر یاں کہ وہیں منہ سے پھوٹ

لوگوں کے چرچے کا ہونا جو تجھے ڈر انشا
تیری کیوں آنکھیں بھلا پھوٹ نہیں منہ سے پھوٹ

بس بلائیں مری نہ لے چٹ چٹ
سیج پر تو ہی جو نہ ہو تو یہاں
مجھے ٹڈے کے جو رات کو اس کا
دم دلاسا عبث نہ دے انا

اے دوگانہ تو ایک ہے نٹ کھٹ
چین تجھ کو نہیں کسی کروٹ
سینہ پو کی طرح سے جاوے پھٹ
چل تجھی دور ہو پرے بھی ہٹ

چوٹ اک دل کو لگ گئی انشا
جب سنی اس کے پاؤں کی آہٹ

ردیف ت

مردوں سے بیچ تو مت حسن ہے پری کمبخت
مٹ اوچڑ گئی سی پڑ اور غش نہ کھا کھا کر
چاہ کیا پڑی دانی صورت اس کی کیسی ہے

اب بھی آ تو جانے دے در گزر کر اوری کمبخت
بیکلی نہ کر آخر چین لے ذری کمبخت
میں نہیں سمجھتی یہ تیری زرگری کمبخت

ہاتھ میں سدا اپنے رکھیو دل کو انشا کے
بات مان اسی میں ہے تیری بہتری کمبخت

مجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ پرے او کمبخت
تا نہ اٹھ جاویں گے برے لوگ ابے او کمبخت

ردیف ث

سانس ٹھنڈی ٹھنڈی کیا راتوں کو بھرتی ہے عبث
اٹکی کس سے ہوا جی ہم سے کرتی ہو عبث

میری دوگانا اور ہیں یونہیں ہیں جیسے ریختہ
دونوں کی جانیں ایک ہیں لڑنے جو کرتی ہو عبث

کوٹھے پہ پیاری مت پھرو کلٹے بھری ہیں ٹیھیاں
نخرے لگے ہیں کیوں بھلا چڑھتی اترتی ہو عبث

چاہے نہ وہ جو آپ کو کیوں پھر اس کو چاہیے
ایسے پہ مرتی ہو عبث جی سے گزرتی ہو عبث

انشا سے متی کیوں نہیں غش ہو بھلا تو دیر کیا
جی ہی پہ کھیلی ہو تو پھر لوگوں سے ڈرتی ہو عبث

سارے بھتوں سے برے ہے یہ مواخوجا خبیث
مجھ کو گھورا ہی کرے ہے یہ مواخوجا خبیث
رات بھر کھانسا کرے ہے نیند آتی ہی نہیں
موت کے اب دن بھرے ہے یہ مواخوجا خبیث
بوٹ کی جو ڈالیاں آئیں تھیں پائیں باغ سے
سو گدھا بت کر چرے ہے یہ مواخوجا خبیث
تونے کیا جوڑتا ہے اس کو مجھ تک کھینچ لا
دیکھیو کوکا ارے ہے یہ مواخوجا خبیث

بگما انشا سے پچیسی نہ کھیلو بس کرو
رشک کے مارے مرے ہے یہ موا خوجا خبیث

ردیف ج

کوئی چاہت ہیں کسی شخص کی بدنام ہو نوج
مردوا مجھ سے کہے ہے چلو آرام کریں
آگیا تیری رضائی میں پسینا مجکو

ای ددا جان وہ کمبخت برا کام ہو نوج
جس کو آرام وہ سمجھے ہے ددا آرام ہو نوج
گرم ایسا بھی نگوڑا کوئی حمام ہو نوج

دن دہاڑا ہی رہے جی تو نچے اے انشا
کلموہی کالی بلا ہائے وہ پھر شام ہو نوج

صدقے اپنے نہو اس کے کوئی قربان ہو نوج
یوں اشارہ سے کہا مجھ سے خفا ہے کیوں ہے
پڑھوں لاحول نہ کیوں ہے تجھے شیطان لگا
باجی کہتی ہیں کہ ایک مردوے پر غش ہے تو

ایسے لوگوں کا کسی شخص کو ارمان ہو نوج
جان اور بوجھ کے ایسی کوئی انجان ہو نوج
لاگو ایسے کے کوئی اے موئی شیطان ہو نوج
مفت ایسا بھی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج

مل کے انشا سے پشیمان ہوئی ہیں تو بہت
دل لگا کر کوئی ایسے سے پشیمان ہو نوج

ردیف چ

بیگما چاہ کے دریا کے بڑے پاٹ کو سوچ
نہ دھڑک پاؤں نہ دھر پہلے تو گھر گھاٹ کو سوچ
بہے جاتے ہیں پہاڑ اس میں کہاں تخل بیڑا
دھار تلوار سے بھی تیز ہے اس کاٹ کو سوچ
اے دوا یاں سے چلی جا تو دبے پاؤں ابھی
دیکھ کمبخت کھٹولی کو نہ کچھ کھاٹ کو سوچ
ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کھینچا جو اونہیں تو بولیں
میرے کپڑوں کی طرف دیکھ اور اس ٹاٹ کو سوچ

موتیوں میں اُنہیں آنکھوں کی ترازو پہ تول
اے انشا نہ تو بنیوں کی طرح باٹ کو سوچ

ردیف ح

کیا کسی باغ میں ہے آج پڑی سوتی صبح
کالے بادل نہ گھر آتے تو ارے اے لوگو

کیوں مرے سامنے کمبخت نہیں ہوتی صبح
آبرو آج مری مفت میں کیوں کھوتی صبح

ہیں جو بکھرے ہوئے سبزے پہ تو کیا ہے گویا
لائی تھی تیری کچھا ور کے لیے موتی صبح

پیالیاں گل کی جو دھوئیں تو بلا سے باجی
کاش دھبّے کو مرے دل کے بھی کچھ دھوتی صبح

ہر کسی شخص کی امید کی کھیتی ہو ہری
بیج ایسا کوئی مالن نہیں کیوں بوتی صبح

میری آنو جی یہ بوڑھی ہے کہ ان کی گویا
رات پالی ہوئی جیٹھن ہے یہ اور پوتی صبح

اوس پھولوں پہ پڑے تو نہ سمجھیو انشا
یہ کسی کے لیے ہے آنسوؤں سے روتی صبح

کیا بلا ہوتی ہے کچھ ایسی ہے دلّی کی طرح
کپڑے پھرتے جلے پاؤں کی بلّی کی طرح

ردیف خ

کھلکھلاتی ہی تھا مرے آگے جو ہو کر گستاخ
کیا بلا گل نے نکالی ہے کوئی تازہ شاخ

کان کی لو بیچ جیسے ننھی سی بالی کیونکر
جس کا ہو سوئی کے ناکے سے بھی ننھا سوراخ

اری ہنس مکھ لو ہے پھول کلی کو کہیو پکار
کھلی پڑتی ہے یہ کرتی ہوئی لوگوں سے مذاخ

کرتی ہے تنگ مجھے گھورے ہے کیوں اے انشا
کیوں ری لونڈی اری نرگس اری او دیدہ فراخ

بلائیں ہیں نے جو لیں ان کی کل چٹاخ پٹاخ
تو کس مزے سے کہا بیگما نے چل گستاخ

شب برات جو آئی تو دیکھو انشا
کہ مچ رہی ہی پٹاخوں کی کیا چٹاخ پٹاخ

میں ترے صدقے گئی اے میری پیاری مت چیخ
مت جگا نیند بھرے لوگوں کو واری مت چیخ
لگتی ہی چوٹ تو لگنے دے مسوس اور ذری
ایک دم کے لیے خاطر سے ہماری مت چیخ
اپنا چونڈا نہ ہلا دم نہ پھلا اے بلبل
کہہ دیا میں نے نہیں تجھ کو کہ ہاں ری مت چیخ
کیوں مرا مغز پھراتی ہو اری مینا چپ
اڈ گئی دور بھی ہو جیسے گنواری مت چیخ

چیخ چنگھاڑ مچاتی ہوئی انشا سے نہ مل
بنو اب منتیں کر کے تری واری مت چیخ

میں نے جو حوض میں ایک موم کی چھوڑی بطخ
تو لگی دھوم مچانے یہ نگوڑی بطخ

ردیف د

جاڑا لگے ہو کھنچ لے مجھ کو لحاف ہیں ۔۔۔ پاجامہ یخ ہو برف ہی اولا ازاربند

تقصیر کیا ہوئی تھی کہ انشا پہ رات کو
وہ گُتھّ دار آپ نے تولا ازاربند

تیرے ازاربند کی کیا بات ہو پری ۔۔۔ ہو سب ازاربندوں میں چھیلا ازاربند
بجلی سی ایک کوند گئی اپنی آنکھ میں ۔۔۔ کالی گھٹا میں تیرا یہ چھیلا ازاربند
کیا بھر گیا ہو آج کہ جس کے سبب ترا ۔۔۔ ہو سخت جیسے لکڑی کا چیلا ازاربند

انشا کو اور اپنی نشانی نہ دیجیے
دیجے تو اپنا میلا کچیلا ازاربند

ہو تو سہی اچھی یہ نکیلا ازاربند ۔۔۔ لیکن کسی کا توج ہو ڈھیلا ازابند
ہیں ظالم اسے دوگانا ترے ڈھیلے پائنچے ۔۔۔ نیفہ گلابی اور وہ نیلا ازاربند
ہو زہر اس میں تو وہ موہی سانپ سے بھی تر ۔۔۔ نیفہ میں تیرے ہو جو سجیلا ازاربند

انشا کو اور اپنی نشانی نہ دے اری
سٹا سے نکال دے نہیں لاؤ ارینہ

ردیف ڈ

اے دوگانہ مجھ سے کشتی کھیلنے کا گھمنڈ
جو پری مہندی لگا دے اس کے باندھی ہاتھ پاؤں
اے بڑی دائی گئی گزری ہوئی باتیں نہ چھیڑ
آپ کی گانڑ کی کیا تعریف کیجے واہ واہ

تو کیا کر آج سے میری طرح اکیس ڈنڈ
لوٹتی کیا کیا مزے سے ہو موئی مشغل انڈ
نوچتی کیوں ہے بھلا اس دل کے زخموں کے کھرنڈ
کوئی دھوبی گھاٹ پر جس دوگانا ہو وے کھنڈ

بکھرتے ہیں اپنی ان آنکھوں میں انشا رات دن
دھوئے دھوئے نور زن اور گورے گورے اجلے ڈنڈ

جیلی ایک جوگی کی دیکھی ہم نے ایسی لٹ ڈ منڈ
لوٹ جاویں دیکھ جن کو سیکڑوں پریوں کے جھنڈ
تم تو کیا ہو بیگما ڈنڈوت کرتے ہیں یہاں
سب مہاراجوں کے راجہ جی بڑے ہیں جو سنڈ
ایک محلی پڑھتا ہو کر دوگانا سے نے کہا
کیا کرے تجھ کو کھلا کوئی اری اے سوکھے ڈنڈ

سینکڑوں آنکھیں کنکھیاں کے غوطہ کھا گئیں
کیونکر النشاناف کو تیرے نہ سمجھے برمہ کنڈ

ردیف ذ

اجی کس ڈول سے بن جائے ہو گھوڑا کاغذ
ہم بھی دوڑانے لگیں لاؤ نہ تھوڑا کاغذ
ادھ موا تونے تو کر ڈالا بہت سا نوچا
پر کبوتر نے نہ وہ چونچ سے چھوڑا کاغذ
اُس سے کہہ دو کہ نہ بھیجا کرے لکھ لکھ کے ہمیں
مجھے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ

چھیڑ تو دیکھ پٹاخے کی طرح النشانے
یوں دکھا کر مجھے پٹ دینے سے پھوڑا کاغذ

ردیف ر

جا کے کبلوں میں چھپو سب سے اکیلے ہو کر
تاڑلے کوئی تو تن جائیو کیلے ہو کر

یوں سے ووں جا کے دداڑ کے ادھر سے چھکے
انھیں حمام میں لے جاؤ طویلے ہو کر

کیا پڑی پھرتی ہے اُس کی ہر طرف رف رف نظر
ہر سے مستی کے دوگانا جان بھی بس بس گئیں
ان کے ہاتوں سے دولنڈی اپنے دل میں ہو گئی
ہیں پری سے ایک عجب گی جی ٹرّے صاحب کمال

ہے پری براق سا چہرہ کسی کی حف نظر
آگیا جو گومتی کے موتھ پر آنکو کف نظر
جن کے ہاتھوں میں وہ آتا ہے سہرا دف نظر
دور سے آتا نظر ہے جن کا وہ منڈف نظر

وہ جھمکڑا اور ادائیں دیکھ اس ٹھکیل کے
مجھ کو انشا آگئی پریوں کی صف نظر

ردیف ڑ

خانمی جاہ ہے وہ جھاڑ پہاڑ
جو مجھے ٹو کے سوالی کرے
تیرے کوٹھے پہ رات یار کمند
ٹوٹ جاوے کہیں یہ تیری چول
کس لیے اپنے ساتھ لاتے ہیں
کیا کروں جانتی ہوں چاہت میں

سینکڑوں گھر کیے ہیں جن نے اجاڑ
ہوتے سوتے کو اپنے کھاوے پچھاڑ
چھپ رہے تھے ہم اک منڈیری کی آڑ
ارے او بے سرے گھوڑے کو اڑ
آپ ان لونڈیوں کی دھاڑ کے دھتاڑ
لاکھ طرحوں کی ہے اکھاڑ پچھاڑ

ق

جب تلک ہو سکے دوگانا جان
کیجے اپنے طرف سے دوڑ و پاڑ

آگے پھر یا نصیب یا قسمت
جو برا ہو سنوار یا کہ بگاڑ

لے چل انشا مجھے کبھو رستا لے
یہ تو ہے مرد نام اس کا تاڑ

ردیف ژ

دل میں سو بار بچھا بیٹھے گر جائے تمانا
اپنے کرتوتوں سے یہ ہم کوئی آتے ہیں باز

بیگما نے جو کہا جھک کے سلام آتو گیا
آغا بندے نے سنائی اسے بول ہی آواز

پوتوں پھلنا تجھے اور دودھوں نہانا [نصیب] ہوئے
بیاہ ہو سونے کے سہرے سے تری عمر دراز

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات
گھر گئیں لیجئے انشا کے تمہاری لی تاز

کوئی کمبخت ہمارا نہیں ایسا دل سوز
کر ملا دیوے کسی ساتھ ہمیں آج کے روز

گورے دولہا کے لگی ہاتھ دلہن جو گوری
لڑتی گھوڑے کے نصیبوں سے لی گھوڑی لوز

میری طوطی کو پڑھایا کرو آتو جی تم
خوب بولے گی اجی ہے یہ ابھی نو آموز

ٹھہرے گی خوب ہی سر او رچک کی لڑ کو — آویں لگے اٹھٹے لڑانے کو کل آغا نوروز

بھیج دی اُن نے انگوٹھی مجھے فیروزے کی — اس کے معنی کہیں تو وہ میں خواجہ فیروز

گل چمن بیچ جو چاپ سا نظر پڑی پھرتی ہے — شاداب اُس کا کوئی یار ہوا ہے زرد وز

جوں ہی کھینچا تمہیں انشا نے تو بس گر ہی پڑیں
اجی لاحول ولا تم سے کڑی ہے نا بو نہ

ردیف س

باجی کی باس ہے جو رچی اک جنے کی باس — تو ٹھیک ٹھیک ہو گئی دلہن بنے کی باس

ہیں یاں دھرے جو پھول پھپولو سکے ان کو چوس — صدقے تری کی تھی یہ ترے سونگھنے کی باس

بٹنا گوڑا کہنا بھی کچھ لفظ ہے بھلا — ہم تو بھی کہیں گے اجی بٹنے کی باس

چاہت کی آگ سے یہ بھنا دل کہ لے ادا — گو دی ہے اپنے بھر گئی بھونے چنے کی باس

اُس بہنی پہ آنکھوں کی بھونروں کی باس ہے — ہو گی کسی پری کی اس ٹھنڈلنے کی باس

پھولوں کی بو بھی چھوٹی اب انشا جو تو منا
اُن ہیں سما رہی تھی ترے روٹھنے کی باس

ردیف ش

گود پھولوں سے بھری میری دوگانا شاباش
تیری کھیتی ہو ہری میری دوگانا شاباش

اوٹ میں اپنی دکھا دے مجھے اُس شخص کو آج
میں ترے صدقے اری میری دوگانا شاباش

میری خاطر سے جو دُکھ ہو تو پڑا ہو سہ لے
اور بھی ایک ذری میری دوگانا شاباش

پہنی انشا کے دکھانے کو جو دھانی پشواز
بن گئی سبز پری میری دوگانا شاباش

نہیں زیور کی کچھ پھبن پر غش
آئی رابیل ہو گئی میں آج
یوں ہی میں غش ہو لی دوگانا یہ
کیا ہی سنّاٹے کی ہوا آئی

میں تو ہوں تیرے سادہ پن پر غش
گورے گورے ترے بدن پر غش
راجہ نل جیسے تھا دمن پر غش
ہو گئی جان اُس کے سن پر غش

باغ کی سیر میں ہوا انشا
تیرے پیجامے کے چمن پر غش

ردیف ص

اجی تم چاہتی ہو بندی سے جیسا اخلاص
اجی وہ کواریوں میں نوج ہو ایسا اخلاص

نہ تو لے مجھے دو پاں سے اوڑ پچھو ہو جاؤ
کس کو کہتے ہیں محبت اجی کیسا اخلاص

اوپری دل سے نہ مل اُن سے جو رکھیں نفرت
جیسے منہ ویسے تھپیڑ ایسے کو ویسا اخلاص

پاس کچھ ہووے تو چاہت بھی پڑے کچھ معلوم
سچ کہ آندھی ہو بڑھا دینے کو پیسا اخلاص

ہیں یہ دولہا دولہن اخلاص و محبت انشا
جیسے جل بخت یہ کمبخت وہ تیسا اخلاص

ردیف ض

کام کسی پھول سے یا کسی کلی سے تو غرض
ہے مجھے اے بیگما تیری گلی سے غرض

چڑیا کے پھندے سے چھڑا دے وہی دوانا سچی
صدقہ گئی ہے یہی بندہ علی سے غرض

اوروں کے سر جا چڑھو مجھ سے نہ بولو دوا
رکھو نہ اجڑی ہوئی مجنوں جلی سے غرض

خوش نہیں آتا یہاں یان الاچی شتو
رکھتے ہیں ہم تو ترے منہ کی ڈلی سے غرض

آئی ہوں انشا فقط میں تو یہاں سیر کو
پھل سے نہ مطلب مجھے کچھ نہ پھلی سے غرض

ردیف ط

مت دیا کرنت نئے ہر روز یونہیں دم غلط
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاک ہے
آئے وہ جم جم سے پوچھے مجھ سے مت کہنو ذرا
دیکھیو لوگو ذرا قربان ایسے وہم کے

چال وہ چل بیگما ہو جس میں اپنا تم غلط
پیچ تو یہ ہی ہے یہ سارا حسن کا عالم غلط
جانتا دل کی خدا ہی ہے یہ سب جم جم غلط
یہ بھی ہے کیا بات جو تم سے کہیں کچھ ہم غلط

اے نہ صاحب دخل یہ کیا ہے کہ انشا کے سوا
بھید سے اپنے جو کوئی اور ہو محرم غلط

کب نہ ناحق مرے پاس آئی تھی کل رات غلط
مجھ سے اُس سے ہوئی کس طرح ملاقات غلط
چارپائی وہ لگا پھاند کے آئی کس راہ
ایسی دیوار بڑی سے اجی یہ بات غلط
وہ نگوڑی کوئی چڑیا تھی کہ اڑ پہونچی یہاں
ہاتھ کیونکر سے لگے کھلی کے اوسے گات غلط
چٹکیوں میں ہی اوڑا دیویں گی یہ شاگردیں
آنوجی کی کوئی یاں کٹتی ہے اوقات غلط

فکر کر اپنی تو کس فکر میں ہے اے انشا
ہے لگاوٹ کے سوا سارا طلسمات غلط

ردیف ظ

شرط ہے رکھنا لحاظ اتنی بھی مت ہو بے لحاظ
سانس مت بھر او دوگانا چپ اری او بے لحاظ

سمدھنیں آویں گی تیرے دیکھنے کو بیگما!
اُن کو تو یاں سے اُٹھا دے ہو وہیں جو بے لحاظ

ہوتے سوتوں سے کہو اپنے جو خوش ہو چھوڑی
ڈال دے ہو یاں بھلا کہنے ہو کس کو بے لحاظ

بن مٹھی اس قدر بن جائیے کیا فائدہ
تار ٹیب جاوینگے بی اتنی بھی مت ہو بے لحاظ

صبر کا انشا سے مت رکھیو کہیں ہرگز لحاظ
کچھ لحاظ اُس کو نہیں ہے وہ ہے اب تو بے لحاظ

ردیف ع

نہیں یاں کسی آشنا کی توقع
ہمیں بس ہے اپنے خدا کی توقع

اوڑ بچھو ہوئیں دائی جی تو کبھی کی
رہی اب تو بڑھیا دوا کی توقع

اجی بی بی سیدانی صدقے گئی تھی
مجھے ہے تمہاری دعا کی توقع

جنھیں برف و شورہ میسر نہو وے
اُنھیں ہو تو پنکھا ہوا کی توقع

نہ کوٹھی پر آئے کبوتر اڑانے
نہ صاحب یہ چھوٹوں کے سردار نکلے

گئی ٹوٹ کل بیسکھا کی توقع
نہ رکھے کوئی ان بچا کی توقع

پڑی ہے جو مشکل تو کیا ڈر ہے انشا
کہ رکھتی ہوں مشکل کشا کی توقع

ردیف غ

ہم نے یہ دیکھا ہے اک میلے کچیلے کا دماغ
ایڑیاں رگڑے جہاں مجنوں کی لیلی کا دماغ

ہے درختوں سے زیادہ اُن کی شاخوں کا دماغ
بڑھ گیا یعنی اناروں سے پٹاخوں کا دماغ

بیگما جی ہے یہ چوٹی دار آہوں کا دماغ
سینکڑوں ہاتھی کوئی لادے تو کبھی لیں سکیں
حسن صنوبر کی کہانی اسے دو اجی پڑھ گیا

ہاتھ جوڑے جن کے آگے بادشاہوں کا دماغ
کم نہیں یا دل سے کچھ میرے گناہوں کا دماغ
ان نگوڑے حبشیوں نکھٹوؤں سیاہوں کا دماغ

اُس پری کی آنکھ میں کوئی سماتا ہی نہیں
تھر ہے انشا وہاں ترچھی نگاہوں کا دماغ

ردیف ف

لے توجھوٹی ہی کہائی نہ - اری بے انصاف
شمع کی لو تو مرے دیدوں سے نکلے ہی دیکھ
دم دلاسے ہی ہے تونے برائی کے سوا
اپنی کھٹ چالیوں سے باز نہ آئی آخر

کل بھی وعدہ سے نہ آئی نہ اری بے انصاف
تو نے یہ جان جلائی نہ اری بے انصاف
کچھ نہ کی ہم سے بھلائی نہ اری بے انصاف
دم مرا ناک میں لائی نہ اری بے انصاف

سب سے کہدی وہ جو انشا سے سنی تھی تو نے
نہ ہوئی اتنی سمائی نہ اری بے انصاف

ردیف ق

نہیں جاتی کہیں مہمان مرے دل کا شوق
تم کو کیا اس سے ندا جان مرے دل کا شوق
ہار گوٹوں کے یہ ل ڈالوں گی میں پاوں تلے
جیر پھیکوں گی یہ دولیان مرے دل کا شوق
بات چیت ایسی طرح کی مجھے آتی ہی نہیں
نہیں اس کا مجھے ارمان مرے دل کا شوق

طعنے مت دو مجھے ہاں ہاں اجی ہو جاتی ہوں
جان اور بوجھ کے استحان مرے دل کا شوق

ہتیں مت کرو انشا کی طرف سے اس پر
میں نہیں کرنے کی احسان مرے دل کا شوق

بیگما چاہ بھی پہاڑ ہے ایک
اپنی آنکھوں میں اس پری کے بغیر
ہم سے کیا اٹھ سکے کوئی پیاری
ہے جو دروازہ وہ دوگانا کا
اس کی زنجیر بھی نہیں لگتی

اس میں ایک ٹھنڈی سانس جھاڑتا ہے ایک
شہر آباد اور اُجاڑ ہے ایک
لاکھ تاڑوں میں اپنی تاڑ ہے ایک
اس میں بن چول کا کواڑ ہے ایک
آگے پھر شرم ہی کی آڑ ہے ایک

لاکھ طرحوں کی ہیں سنوار انشا
اور یہ نام کو بگاڑ ہے ایک

ردیف گ

میں سفید مکھی ہے اُس کے کان پر لونگ
ہے جگائی ہوئی دوالی کی

کیوں خوش نہ رہے کہ مجھ کو یاد ہے لونگ
تھا ایک اس کے پاؤں میں لونگ

ہیں جھجک اُٹھی سے لے کے انشا نے
کل چبھو دی جو میری ران میں لونگ

چڑھ کے کوٹھے دھوپ میں تم تو اُڑاتی ہو پتنگ
اے دوگانا چاندنی میں یاں اوڑا جاتا ہے رنگ
پگھلی چاندی کی طرح سے ہے تھالکتی چاندنی
آج کوٹھے پر لگا دو میرے سونے کا پلنگ
بات آتوجی کی ہے ہرگز نہیں کچھ مانتی
سچ تو یہ ہے بیگما تو نے بُرے سیکھے ہیں ڈھنگ
کیا بھلی لگتی ہے اٹکھیلی کسی کی واہ وا
اور وہ نام خدا اُٹھتی جوانی کی اُمنگ

جان صدقے اُس پری کے جن نے انشا سے کہا
اب تری ہاتھوں سے یہ بندی بہت آئی ہے تنگ

بیگما جس طرح ہوتی ہے جوانی کی امنگ
تو اُسی ڈھب سے سمجھ دلّی کی پلنے کی اُمنگ

ردیف ل

سینے پہ میرے اپنے کھلے سر کے بال ڈال ۔ بے ریشہ میں آم ارے ان کا بال ڈال
کیا چیز ہی جو دھیان میں اپنے نہیں ارے ۔ ہوں بات بات میں بھی اگر تو ہی ڈال ڈال
جس دم چڑھائیں دائی کے سر بھول اپن لوگ ۔ اس وقت میرے ہاتھ پہ اپنا او گال ڈال
تکیوں کو دھر کے اپنے بدل اٹھ پلنگ سے ۔ اپنا لحاف اپنے اوڑھا اپنے شال ڈال
زربفت کی قبا نہ فضیحت کرے ددا ۔ تھوڑا سا اپنے لے کے کہیں سے پیال ڈال
یارب لگائی آگ ہو جس نے یہ بیر کی ۔ پانی کی دیگ میں اُسے لیکر ابال ڈال
ہولی میں جوگن ایسی بنی وہ کہ جس کو دیکھ ۔ آزاد لوگ بھول گئے اپنی چال ڈال
میں پھنک گئی ہوں چاہ میں اک مردوے کی اُف ۔ اس میلے سر کو میرے دوگانا کھنگال ڈال
میں صدقے تیرے تو مرے نالوں کی راہ سے ۔ جتنا بھرا ہوا ہی دھواں سب نکال ڈال

ہرگز غبار دل میں کچھ انشا سے تو نہ رکھ
سینے کی آرسی کو زناخی اوجال ڈال

ردیف م

اری بی ایک ہی عیار ہو تم ۔ ناک چوٹی میں گرفتار ہو تم

چھیڑ کی بات سوا اور نہیں
کس سے اقرار ہوا جو ہم سے
بیٹھتے پاس نہیں جو آ کر

یعنی لڑنے ہی پہ تیار ہو تم
کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم
کیا مری شکل سے بیزار ہو تم

سچ نہ بولے کبھو انشا سے چلو
اجی سب جھوٹوں کے سردار ہو تم

ردیف ک

ہے ان دنوں میں اُن کی جو آواز ڈوک میں
تو کھر دراہٹ اور ہی ہے نوک جھوک میں
باجی نکالے ہاتھ دوشالے سے کون اب
پانی پلا دے تو ہی مجھے اپنی اوک میں
تیزی کٹیلی آنکھ میں ہے بیگمات کے جو
سو دھار میں چھری کی نہ چاکو کی نوک میں
ہے مست باس کی جو دوگانا میں اک ٹھنک
سو دخل کیا کہ ہو جو کسی مست بوک میں
دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عمر بھر
میری اصیل ہی کی رہا روک ٹوک میں

بامن کے لڑکے کھول کے پوتھی بچیار تو
مجھ ہی پری بھی ہو گی کوئی اندر لوک میں

انشا کی بات چیت میں جو چھیڑ چھاڑ ہے
سو لذت الشا میں کہیں ہے نہ کوک میں

میں تو کچھ کھیلی نہیں ہوں ایسی کچی گولیاں
منہ بنائے بیگما ہی تو پڑی پھرتی ہیں آج
انتظاری سے تری کل باغ سے جو ٹہلیاں
بس کہیں جیسکی بھی ہو ایسی کوئی توڑے کرو
کیا کسی کے در دیکھیں نہ ٹہنیاں یاں کی آج
پانچے ڈھیلے قبائیں سب کے کیں ٹھاٹ ٹھاک
کچھ نہیں معلوم پوچھو کونسا میلا ہے آج

جو نہ سمجھوں گی زناخی جاں تمہاری بولیاں
ٹھنڈی سانسیں بھرتیاں اس کی کئی مجولیاں
لائیاں تو پھول نرگس کے ہی بھر بھر جھولیاں
جیب میں میری بھری ہیں بولیاں اور ٹکلیاں
ٹھوس ہیں اوپر سے اور اندر کے دل ہے پولیاں
اوڑھ گئے وہ لنبے دامن اور اونچی چولیاں
جاتیاں ہیں جو کھچا کھچ ڈولیوں پر ڈولیاں

مطلب انشا کا سمجھتی ہی نہیں لے وا چھڑی
بیگمیں اور خانمیں ہیں ایسی ہی تو بھولیاں

پھولوں کے ان دنوں میں لچھن سے جھڑ رہے ہیں
شاید کہ اس پری کے دامن سے جھڑ رہے ہیں

تھیں تو پردہ والیاں مجھ کو پرے ہٹ بولتیں
انگلیاں تھیں پر سبھوں کی دل سی چٹ چٹ بولتیں

تھی کھلی کنڈی تو کیا تھا تھا سہارا ہاتھ کا
کچھ نہ کچھ چولیں کواڑوں کی تو چٹ چٹ بولتیں

یا نہیں تم سچ کہو لے یہ بھی ہونا پھر بھلا
بطخیں سونیں تمہاری کیوں نہ منہ پھٹ بولتیں

بیگماں نے لے لیا شیشہ تو ساری گائیں
کیا صراحی بن کے ہیں اُس سے غٹا غٹ بولتیں

تاک کے سایہ میں آکر بیٹھ پاؤں باغ میں
بلبلایں ہیں سن کے انشا تیری آہٹ بولتیں

کل دوگانا بن جو پریاں باغ میں گھبرا گئیں
تاک پر سب اُن کی چوٹی دار آ بیں آ گئیں

کیا ترے سر آ چڑھے چاروں کی چاروں الاماں
شاہ دریا۔ شیخ سدّو زین خاں۔ ننھے میاں

سن نہیں کمبخت وہ جو بیر دوڑاتی رہیں | اُن سے آخر کیا ہوا اپنا کیا باقی رہیں

ارے دل تم انھیں کچھ تیری خبر نہیں	تری چاہت میں نگوڑے اثر نہیں
نہ کروں شکوہ شکایت سو کیوں بھلا	میری حالت پہ تجھے کچھ نظر نہیں
جو کبھی ایک گھڑی ہاں بھی ہو گئی	تو رہی ہی پھر وہی دو دو پہر نہیں
جو کہا میں نے کہ غش ہوں تو وہ پری	یہ لگی کہنے کہ کچھ اس کا ڈر نہیں

ابھی اُڑ جائے فاروں کی طرح
یہی افسوس ہے انشا کہ پر نہیں

کیا یہ چھڑ خانی کی باتیں آ کے ہم سے چھیڑیاں
سینا پڑے وں تم سے یہاں رگڑ اکیے ہیں ایڑیاں
قید سے چاہت کی لگا کھا سکے تو کچھ وہی
پاؤں میں ہوں جس کے کوئی لاکھ من کی بیڑیاں

مدہ ہیں جوبن کی بھری ہیں یہ جو لونڈوں گھیریاں
لیٹیاں ہیں صحن اور کوٹھوں پہ سو چک پھیریاں
سب کی سب گھر گنجیاں ساری کی ساری ڈھیریاں
دیکھ لیں بس ہم نے رانی جی تمہاری چیریاں

نظر آویں ہیں اُس میں پڑھنے کے گن	جیسے کھیل میں بھی لگی ہو یہ دھن

الف دو زبراً دو زیر اِ دو پیش اُ
سُنی تھی کسی سے جو بحر تقارب
کر تو لے ہی اپنے سبق پر یہ کہکر

سو نام خدا بکگیا ہو اری سُن
اُسے کر لیا گھنگروؤں کا تفسن
فعولن فعولن فعولن فعولن

کرم آم لیسے پہ تینوں کر انشا
تصدق ہوا ان پر طنبورے کے تن تن

ردیف و

بلا سے اگر آئی ہو لی کہارو
نہ مجھ سے کرو بولی ٹھولی کہارو

کہا میں نے ہنسکر بھلا کیا کروں میں
تو ہنسکے اُن نے ٹھٹولی کہارو

مٹک چال چلنے پہ مستانہ ان کیجو
کہ حاضر ہی اپنی مجھولی کہارو

کنارے لگے کیسے کیا لال ہوتے
یہ کس گانوں کی ہیگی بولی کہارو

ٹکے پیسے صدقے گئی کیا بلا ہیں
روپے دوں گی جب بھر کے جھولی کہارو

مجھے جلد پہنچا دو انشا کے گھر تک
نہ پوچھو کہ کتنی ہیں پیسے ڈولی کہارو

نگوڑی چاہت کو کیوں سمیٹا عبث کے جھاٹ جھوڑ بے جھیلنے کو
دوگانا پڑ جائے پٹکی ایسی تمہاری اٹھکیل سب کھیلنے کو ؎

ہزار فوجوں کو جو کر رہا ہیں کہیں گے ہم تو نہ مرد اُن کو
اری تو چل را سے راہ اُن کا کر جاویں پریوں کے ریلنے کو

ڈھکیل دینے سے تیرے کو کالجاب سی اُن کی کمر میں آوے
بلا سمیٹے اور آگ لگ جائے ایسے تیرے ڈھکیلنے کو ؎

پھسل پڑی جو گلاب اُن پر جو چونکی آتوں تو یوں ہی بولی
گئی تھی میں ہو کے خوب پیاسی گھڑوں سے پانی انڈیلنے کو

نصیب جاگیں گے بیگما جی تو میں بھی اک رت جگا کرونگی
ابھی تو انشا کے ساتھ میں ہاں پڑے ہیں پاپڑ سے بیلنے کو

بات وہ لائیے کمبخت جو جیت چاہی ہو
پھر جو بول اٹھونگی کچھ میں تو یہ طعنے دو گی
آیا تحفہ وہ جو بہ ٹھچی ہی اُس کی انگیا
بوڑھا چونڈا نہ ہلا موم کی مرہم اے شمع

اجی بس جاؤ بھی کچھ تم تو بڑی واہی ہو
قہر البیانہ کرو تم ابھی بن بیاہی ہو
تب سبھوں ساری کی ساری ہی جو اک لائی ہو
چل ری چل صبح ہوئی اتو کہیں راہی ہو

دیکھ لینا تو مجھے آج سے انشا اللہ
ضد سے آتوں کے وہاں بیٹھوں جہاں ہائی ہو

نم بڑی قہر ہوا ی باجی جان
ٹانگ بچلی ہی اگر میرے لیے
یعنی چٹ پٹ کی اسی سے ٹھہرے
اسے دوگانا ترے مشغولے کو

نوج تم سی کوئی چھتیسی ہو
تم نے انگیا کوئی چھوٹی سی ہو
کھیلنے والی جو تپچیسی ہو
چیز ایک موم کی بتی سی ہو

وہی انشا سے ملا دے مجھکو
میری چاہت ہیں جو باجی سی ہو

جی ہی کچھ رکھتی نہیں دھڑ ہیں تری پولی ہی تو
اے دوا فرہا دکش بڑھیا کی بھولی ہی تو
ہی ترے منہ کا او گال اس ہیبٹ کا میرے ادھا
میری خاطر کیوں منگاتی پان کی ڈھولی ہی تو
بات دنیا کی سمجھتے ہی نہیں نام خدا!
دیکھو میری طرف کیا خوب بی بھولی ہی تو
سننا چاہتا ہی جی اپنا دوگانا اس گھڑی
گھر کے جانے کو منگاتی ہیں گھڑی ڈولی ہی تو

دھر کٹ انشا کی سر کہہ جی کنہیا لعل کی
بن گھڑی ہو رادھکا جو کھیلتی ہولی ہی تو

اری موتی ادھر آ تو — کر سکھائے ہنر آ تو
رہ گئی دیکھ انھیں کل — پکڑ اپنا جگر آ تو
ماریے کیا ہی کو وسکے — جا وے اپنے جو گھر آ تو
سیکھیے کیا ہی آنند بن — ڈبوے چھٹی اگر آ تو
مرے دل کی بھی خبر ہی — سبھی تجھے اے بے خبر آ تو
کوئی کم بخت نہ ہو گی — کہیں تجھ سے کٹر آ تو

کیا ہو گر انشا تجھے ہاں
دیکھ لے بھر نظر آ تو

ادھر آؤ نہ ستاؤ — پاس اپنے نہ بلاؤ
ہو جہاں خوش وہیں جاؤ — چٹکیوں میں نہ اڑاؤ

آگ دل میں نہ لگاؤ
بس نہ انشا کو کڑھاؤ

ردیف ہ

کوئی نہیں آس پاس خوف نہیں کچھ — ہوتی ہو کیوں بے حواس خوف نہیں کچھ

یہ نہیں فتنے کا عطر جس سے کہ ڈر ہو
کچھ یہ نہیں چوکیدار جس سے جھجک ہو
آؤ چلی میرے ساتھ سادھے ہوئے دم

آئی ہے پھولوں کی باس خوف نہیں کچھ
ٹیلا ہے اور اس پہ گھاس خوف نہیں کچھ
کچھ نہ کرو تم ہراس خوف نہیں کچھ

باندھیو انشا نہ دھیان آگ دھوئیں کا
پھولی ہوئی ہیں پلاس خوف نہیں کچھ

نہ کبھو پھبن کی اللہ اللہ
ای لو تم نے مری کیا چھڑ نکالی
تمہاری دوست اب تو ہو گئی ہے

اجی اوستاد جی اللہ اللہ
یہ کیا ہے ہر گھڑی اللہ اللہ
نہ تھی جن سے کبھی اللہ اللہ

اجی انشا کو حاہ تم نے ستایا
یہی تھی منصفی اللہ اللہ

یہ گھٹا رات کو چھائی کہ الٰہی توبہ
بیگماں راہ میں آج ایک پری نے مجھ سے
پھول کی ایک کلی چونچ میں اپنی لیکر
کیوں نہ جی وجد کرے آکے دوگانا جی نے
تیری فریاد کروں کس سے زنا خی تو نے

پینے نے وہ آنکھ دکھائی کہ الٰہی توبہ
آنکھ ایسی ہی لڑائی کہ الٰہی توبہ
دم یہ بلبل نے پھلائی کہ الٰہی توبہ
گٹکری ایسی ہی گائی کہ الٰہی توبہ
یہ مری جان جلائی کہ الٰہی توبہ

خوب اب جاگ چلیں رات کو جو آئی ہو | تم نے کی ایسی جمائی کہ الٰہی توبہ

میرے منہ سے جو کہیں نام سنا آفت کا
تو نے یہ دھوم مچائی کہ الٰہی توبہ

میں ترے صدقے نہ رکھ اے مری پیاری روزہ
بندی رکھ لے گی ترے بدلے ہزاری روزہ
نمش اور برف کے کوزوں کی ہوئی تیاری
آج کس شخص کی رکھے گی دولاری روزہ
بولی نرگس کہ جو کیاری ہیں نہ دیکھا پانی
ہے ہماری ہی طرح تجھ کو بھی کیاری روزہ

دن دہاڑا ہے ابھی رات کو انشاء اللہ
تیرے قربان گئی ہو سے مجھے داری روزہ

ردیف ی

کلی دل کی بھلا کیوں چٹکیوں میں وہ مسل ڈالے
یہ دونوں پھول جیسے ہونٹھ تیرے کوئی ل ڈالے
گلوری پان کی جو کھا رہی ہے اُس سے کہتا ہوں
نہ رکھے بات کچھ جی میں بھری ہو سو اُگل ڈالے

فضیحت کا نگوڑا ہر گھڑی یہ پیٹنا سیپے ؛
بڑا دانا جو ہو چلّی ہیں کیا چھوٹوں کو دل ڈالے

بڑائی میری بیٹیں پر خدائی رات ہیں میں نے
بڑے ایسے بہت سارے گڑھائی پیچ تل ڈالے

مجھے ڈر ہی بچھیرا اک جو ہی ناکنہ سا پھرتا
مبادا اے ددا جی وہ کہیں تم کو کھنڈل ڈالے

غلبلہ پھر اُسے گھڑیال کا کیونکر نہ ٹھہرا دیں ؛
نگوڑی باؤلی چڑیا مزے میں جو خلل ڈالے

دوگانا مدہ ہیں جوبن کے بھری وہ وقت آپہونچا
کہ کوئی پھول اُس کی گود میں اور کوئی پھل ڈالے

اری تو اُلی ہی پڑتی ہی مارے چھل کے اے رنڈی
خدا ایسی بھی دیدہ ولیاں کسی کے نوچ چھل ڈالے

بھلا ہوتا نہیں دنیا میں رسموں کے بدلنے سے
جو اپنی خیر چاہے سو تری نیت بدل ڈالے

گھڑی جیسی فرنگی بولتی ہو دل بھی ہی یوں ہی ؛
یہ خطرہ ہی کہ تو کوئی بگاڑ اُس کی نہ کل ڈالے

	انشا کسی کو ٹھے کے گلّے پر دھری ہو اک درخت لٹکتے تین چار اُس میں سے آئی ہیں نکل ڈالے	

کل ایک گھر میں خوب سے چھوٹے بڑے لڑے
ہاتھوں سے ہاتھ اور کڑوں سے کڑے لڑے
چھلنی سے چھاج چھاج سے چھلنی الجھ گئی
مٹکوں سے مٹکے ٹوٹے گھڑوں سے گھڑے لڑے
لڑکوں سے لڑکے چمٹے جوانوں سے جب جوان
بڈھوں سے بڈھے کڑ بڑوں سے کڑ بڑے لڑے
چیونٹوں سے چیونٹے گتھ پڑے چیونٹیوں سے چیونٹیاں
بیٹھوں سے بیٹھے لپٹے کھڑوں سے کھڑے لڑے
حقوں سے حقے چلموں سے چلمیں بھی ٹوٹیاں
نیچوں سے نیچے گڑگڑوں سے گڑگڑے لڑے
جب تل گئی لڑائی ترازو کی تول میں
باٹوں سے باٹ ٹوٹے دھڑوں سے دھڑے لڑے

انشا یہ دیدے اپنی بھی اس دھوم دھام میں
دیدوں سے ایک شخص کے ہو کر کڑے لڑے

جو ہم کو چاہے اُس کا خدا نت بھلا کرے
روٹھے ہوئے کو کس لیے جا کر منائیے
جھلسا ہی اُس کے منہ کو چاہت کا نام لے

دودھوں نہلائے اور وہ پوتوں پھلا کرے
منت کسی نگوڑے کی اپنی بلا کرے
اس دل کی آنچ میں کوئی کب تک جلا کرے

کچھ دوڑ تجھ سے بھی ہوئی چل بچھی ددا
افسوس اُس خیال میں جو جی میں رچ گیا
دائی کے دشمنوں کو نکالے موئی اپیل

وہ اڑ گئی جو کوئی ترا اترا لا کرے
دونوں یہ ہاتھ کوئی کہاں تک لا کرے
کچھ جا کے بد دعا نہ کہیں کلکلا کرے

آواز کچھ رہی جو دوگانا کی آنچ ہی
انشا سے کوئی کہہ دے اب اس کا گلا کرے

جو دل کی آرسی کو ہماری جلا کرے
کیا نیند آوے اس کو یہ پھولوں کی پنکھیا
ہر الٹی ٹانگیں اُس کی اُس کے گلے میں جھٹ
بندری کی وہ جو تو وہیں ہو لے مرے خدا

اُس کا کنول خدا کی طرف سے کھلا کرے
جب تک نہ زور سے زور سے سی منہ پہ ملا کرے
جو کوئی اُن سے جل کے ہمارا گلا کرے
ایک مست ہاتھی غیب سے اُن پر پلا کرے

کچھ بندہ باندھ ایسی طرح کا کرا اے ددا
انشا اب اوکے چوکے تو ہم سے ملا کرے

چلو سیر باغ کو بیگما ہوئے ہیں درخت ہرے بھرے
وہ جو تاک ہیں سو تنے ہیں ہیں نہیں کوئی اور دھرے پڑے
اری لونڈوں گھر پہ جا چھپو کہیں حبشیوں کو نہ جانیو
کہ یہ چھوٹے چھوٹے سے بچے ہیں یہ تو چھوکرے ہیں دھرے پڑے

یہ جو گانٹھیں ہیں انھیں وہ اتو خدا کے واسطے دے شتا
کہ نگوڑی دون کے سر میں جا کوئی سانس پانی بھر رہے
جو گناہ کر کے پھر آئے تو اُسے ایسی آنکھ دکھائیے
کہ رہے جہان میں جب تلک وہ قصور پھر نہ کرے ڈرے

نہ یہ حال لال پری سے کہہ نہ تو زین خان ولی سے کہہ
ارے انشا اپنے ہی جی سے کہہ کہ کسی پہ دل نہ دھرے دھرے

ہزاروں دیو ڈودوکریاں کی پریوں نے پچھاڑا ہی
نہیں یہ لکھنو اک راجہ اندر کا اکھاڑا ہی
چھوا ہی کچھ نہ چھیڑا ہی کسی نے اب تلک اُن کو
ابھی سے بیگماجی نے بھلا کیوں منہ بگاڑا ہی
خدا اُن کو اُجاڑے ہاتھ سے ان باغبانوں کے
جنھوں نے اس موئے بلبل کے کھونڈے کو اُجاڑا ہی
رضائی شال کی اوڑھو چلو ہم تم چھپر کھٹ میں
ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہیں خوب جاڑا ہی
گرایا کل دوگانا کو جو میں نے کھیل کر کشتی
تو کوکا یوں پکار اُٹھی پچھاڑا ہی پچھاڑا ہی

بھلا باتیں کرے کوئی کہاں تم سے جہاں دیکھو
تمہارے ساتھ اک لپٹا ہوا دھاڑے کا دھاڑا ہی

نہیں بھاتا نگوڑے بادلے کا یاں یہ نمگیرہ
اجی بس چاندنی کی سیر ہی اور بس نواڑا ہی

اُسی نے پی لیا ہی عاشقوں کی جان کا لوہو
نہ جو گردن کی ڈوری ساتھ لپٹا سرخ ناڑا ہی

بگاڑوگی وہی تم بھی دو اجی مجھ کو دھکا کر
جو سب لوگوں نے اِن ہیرے غلاموں کا اُکھاڑا ہی

جو سوچا خوب سائیں نے تو اُن کے دوست کا ڈھب بھی
نہ سیدھا ہی نہ ترچھا ہی نہ ٹیڑھا ہی نہ آڑا ہی

بھپارا گرم خالطی کا نہ دیجے آپ انشا کو
تکلف برطرف صاحب کو اُس نے خوب تاڑا ہی

اس گھڑی اک دھیان میں ہوں آپ کے ہیں بولتی
ڈر لگے ہی پر بہت ہی رات سن سیں بولتے

گوشت ایک گاڑی بھرا لیکر جو چک پیاسی ہی
ناک ہی کوڑا سی اس کی جان سوٹیا سی ہی

کیا چڑھے دھیان کسی شخص کی لنگھی چوٹی
ہے مرے پاؤں تلے لال پری کی چوٹی

یہ کیا تجھے ہی خواہی نہ خواہی
انگیا دو دا کے تب تو نے ایک سا
طوفاں تم نے مجھ پر جو باندھا
میری بدی میں جو کوئی ہووے
دشمن جو میری تھی ایک جنی وہ
ہم نے نباہی تم سے تو پیارے

مجھ سے یکتا واہی تباہی
ساری کی ساری جھوٹے کی لاہی
کوئی بھی دے گا اس کی گواہی
اس سے سمجھ لے تو ہی الٰہی
از غیبی آئی اس پر تباہی
لیکن نہ تم نے مطلق نباہی

انشا نے بھی اب تلوار باندھی
کیا خوب اسے داؤ ایسا سپاہی

بس مرا سر نہ کھا ارے
سیر کا ہے مزا ابھی
کوئی نادان ہووے تو
تو ہی بتلا یہ اے صنم

دور ہو چل پرے پرے
کھیت ہیں سب ہرے بھرے
تیری باتوں پہ دل دھرے
کوئی اب تجھ سے کیا کرے

دیکھ انشا تجھے بھلا
سانس ٹھنڈی نہ کیوں بھرے

وہ تو کسی میں نہیں آپ میں جو بات ہے
پڑتی ہے مینہ کی بھوار نیند میں سب لوگ ہیں
تم بھی کوئی ہو اجی کن نے کہا آدمی
سینک سے پارا بھرا پیٹ میں کوڑی کے اور

جھوٹ جو بولوں تو پیٹ ناروں بھری رات ہے
ایسے میں آجایئے اور یہ کچھ گھات ہے
وا اچھڑی کیا پوچھنا آپ کی جو ذات ہے
میں نے یہ اُن سے کہا یہ بھی تو اک بات ہے

دل کی خوشی کے لیے سنیے کچھ انشا سے آپ
بات نہیں اُس کی بھری ایک کرامات ہے

میں نے جو بیچ کچا کر کل اُن کی رات کاٹی
لیلیٰ کے آگے کیا وہ مجنوں کی آہ شنفل

تو اُن نے کس مزے سے میری زبان کاٹی
سر منڈی ایک لونڈی سو ناک کان کاٹی

اوکے جو کے تو کبھی چوک کی بھی سیر ہے
اپنوں کی خفگی اجی ہم نے تو اپنا بیت کی
تیرنا چاہو کی ندی میں نرا کام نہیں

اور کیا وولہا اور دمول کی خبر ہے
پھر قسمت کو ہی غیر کے تم غیر ہے
جن کی قسمت میں یہ لکھا تھا وہی تیر ہے

یوں جھکا مجھ پہ کوئی رات کا جاگا جیسے
کیوں بگل بجے نہ ہو روپ یہ کچھ اُن کا تو
یوں بھی ہر بات میں بولا کرو شکر سودا
کوئی اللہ کرے چھینک پڑی جلدی

تم تو وہ چاہتے ہو سوتی میں وہ جاگا جیسے
سونے روپے کو لگا دیوے سہاگا جیسے
ابھی آغا کو بہاب کر کہا آگا جیسے
وہ جھر کٹ میں تو ہی چھوڑ کے بھاگا جیسے

میں تو دیکھا نہیں گانے کو تری پر یہ کہا
گا نہیں گا وہیں امیروں کی گھروں میں بنہ کرو

نال سُر تم سے جو گا دے تو بجا لگا جیسے
خانیں خاں آکے کریں صبح کو کاگا جیسے

ڈھال تلوار لیے لانگ چڑھائے انشا
مجھ سے یوں رات ملا ہو کوئی ناگا جیسے

یہ اتفاق ہوتے بنے یا بنی رہے
روٹھی ہوئی اُدھر وہ تو گئی پر یہ سوچ کر
مانگونگی آدھی رات کو سر کھول کر دعا
نواب دولہ شہر بہادر وزیر کی
دولت بنی رہ اور سعادت علی بنا
قائم رہے وہ چاند سا ٹکڑا جہان میں
جم جم وہ آنکھ اُس کی جو بچپنے سے تیز ہو

ہر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
یہ کیوں کہ ہو کہ یوں ہی منی تو منی رہے
آپس کے کہنے کے لیے اور اپنی جنی رہے
جم جم سے ملکوں ملکوں میں نت روشنی رہے
یارب یہ بنی بنی ہیں ہمیشہ بنی رہے
اُس کا بُرا جو چیتے اُسے جاں کنی رہے
دشمن کے دل میں چھنی اُسی کی انی رہے

ہمت کبھی نہ ہاریے انشا یہ چاہیے
جو بات دل میں ٹھن گئی بس وہ ٹھنی رہے

دنیا ادھر کی گو اُدھر کو جائے
وہ ہی اب تجھ سے کھیلے پچیسی

بڈھے خوجہ کی کس طرح خو جائے
جان ٹپا سی اپنی جو کھو جائے

موںہہ سے ٹک پھوٹ تو انار کلی
ہی جو کو ٹھی تنا کے کھڑا اُس کو

اری کس طرح تیری تو تو جائے
ٹھنڈے ٹھنڈے کہو کہ گھر کو جائے

کہہ کہانی تو ایسی اے انشاؔ
جس میں آنو نگوڑی یہ سو جائے

آج وہ بات سہی جس میں تری گل گل جائے
کیا کروں لیکن اگر کوئی مہینا ٹل جائے
پوں لگی کوسنے چوپڑ میں جو ہاری وہ پری
ستی ہو جائے دمن مرتزا راجہ نل جائے
ڈھلتی پھرتی ہوئی اے چھا تو جو وہ اترا دیں
غش کرے تیری طرح اُن کا بھی جوبن ڈھل جائے
آہ کی لو جو مرے جیوڑے سے نکلے باجی
شمع یہ بخت ٹوں جلی کیوں نہ بھلا جل جل جائے

اُسے قربان کروں جو مجھے چھیڑے انشاؔ
میری چھاتی جو چھوئے اُس کی ہتھیلی جل جائے

سیدھی لوگوں سے بھی رکھتی ہو کجی بی سینی
کیا بُری خو ہے تمہاری بھی اجی بی سینی

آئی ابتک نہ مری دوست یہ کیا قہر ہوا
کوئی بیجا ہو تو اس وقت تصدق ہو جائے
چشم بد دور قضا وہ یہ تمہارا اے واہ

اے لو اب صبح کی نوبت بھی بجی بی سینی
اوڑھنی تم پہ عجب زرد سجی بی سینی
گرم کتنی ہو اجی اوچھی جی - بی سینی

اجی انشا کو نہیں دھیان ہمارا مطلق
آبرو ہم نے عبث اپنی تجی بی سینی

پڑ گیا نیل مرے گال میں کیا قہر ہوا
دبلی پتلی ہوں مرے تو نہ پہنیو کپڑے
بس نے پی انٹی سی سنہری کہیں پیچھے جا کر

اری کمبخت نگوڑی پڑے تجھ پہ ٹمکی
اری او جان اری خبیلا اری او مٹکی
پہلے باجی ہی نے معجون کی کھائی چٹکی

ہو گئی ران تو سب لہو لہان اے انشا
دیکھ بہن چیخ پڑوں گی نہ مری لے چٹکی

کوئی کچی ہی گئی ہر بات کا پکا مجھے
کوئی چمگادڑ سا حاجی ہو نگوڑا اڑ گیا
کون جیتا کون ہارا یہ تو پچیسی سمجھے
اُٹھتی کونپل اور چاہت بھیگا کیا قہر ہے

گر پڑے تو اوندھے منہ شیطان کا دھکا تجھے
اے دوا جواب دکھا دے کاٹ کا منکا تجھے
اے زناخی لو پڑی میرے نسیں جھکا تجھے
چاند جیسا لگ گیا پیڑول یہ لکہ تجھے

چپکے دینی کھول گنڈی لینا انشا کو بلا
ڈر بھلا کیا چاہیے دربان ہو یا کا تجھے

سچ کہوں بات جو بری نہ لگے ؛
کیا وہ پنجری سیلی بیلی اجی ؛
آغا بنا او جڑ گئی تجھ کو ؛
چودھری جی چلے وہ کیا گاڑی
ڈر یہی ہے کہ میرے پیچھے دوا

کیا وہ دیکھتے کہ جوں چھری نہ لگے
جو کہ ہونٹوں میں پھر پھری نہ لگے
چاہیے کوئی بے سری نہ لگے
کبھی پھسوں میں جودھری نہ لگے
یہ نگوڑی اکل کھری نہ لگے

میرا انشا وہ ہے کہ رستم کی
جس سے ہرگز بہادری نہ لگے

رات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی
صدقے آواز کے تیرے جو پکارا میں نے
ہے سلیقہ تجھے اتنا کہ نظر آتی ہے
اے لو اس کوٹھری میں تیر ڈرانے کے لیے

اب تو نوبت بجی اٹھو جی باجی باجی
تو عجب آن سے کچھ تو نے کہا جی باجی
پادشاہ زادی ترے سامنے پانی باجی
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھے ہیں حاجی باجی

کر دیا تو نے خفا مجھ سے مرے انشا کو
تیری یہ راج کرے شوخ مزاجی باجی ؛

چبھتی ہے یہ نگوڑی مسلسل کی اوڑھنی
لا دے وہی دو دا مجھے ململ کی اوڑھنی

بن سرڈ چھپے ہوئے تجھے کیا چاہیے بھلا
بوٹے سے قد پہ اس بڑی آنچل کی اوڑھنی

گوکا جی دیکھو میرے دوگانا یہ کیا بھبی
پشواز اودی اور جھلا جھل کی اوڑھنی

اس اودی اوڑھنی کی نو گاتی نہ باندھیو
بن جائیگی یہ کوٹھری کاجل کی اوڑھنی

انشا کے سونگھنے کے لیے اُن نے بھیجدی
جالی کی کرتی اور وہی الگی اوڑھنی

جو مخالف تھی چمن کی وہ ہوا ساری گئی
لے نہ اے نرگس خوشی کر تیری بیماری گئی

چونپا کیا ہو جو کسی سے کوئی ہر روز ملے
چاہیئے ہفتہ میں دل سوز سے دل سوز ملے

کیوں نہ ہنستی ہی پھرے اوڑھ کے زر دوز جھول
وہ نیدوڑ آج کہ تم سا جسے زر دوز ملے

جیسی ہیں یوز قزاگوز کی صورت آیا
اُنھیں گھوڑا بھی کوئی یوز قزا یوز ملے

تم کو تو دھیان یہی آٹھ پہر کہ مجھے
نت نیا روز ہر ایک ماہ شب افروز ملے

ہی مثل وہ کہ پرانا جو ملے تو سو روز
اور وہ جو کہ نیا ہوئے سو نو روز ملے

نہیں اندیشہ سے اگر شور رلا تو انشا
مونہہ بنائی ہوئی پھر کیوں میاں فیروز ملے

کیا غضب ہے تری جنون سے پری آگ بھری
تو بھی کچھ قہر ہے اللہ ری بھاگ بھری

رباعیات

اے بی بی ہیں شاندار بھائی تیرے
صدقے قربان جائے دائی تیرے
وہ چال نہ چل کہ نام رکھے کوئی
بے ڈول یہ ہیں دیدہ ہوائی تیرے

۲

ناحق ناحق مجھے جلاتی کیوں ہے؟
گھر میں میرے آگ لینے آتی کیوں ہے
آئی تو نہیں ٹھہرتی یہ رنجش ہے
بے فائدہ یاں تو آتی جاتی کیوں ہے

۳

جھانکا تو نہ کر عبث فضیحت ہوگی
آتو یہ سنے گی تو قباحت ہوگی
چالیں یہ چھوڑ دے نہیں تو ناحق
اک روز بڑی بھری فضیحت ہوگی

مقطعات طلسم

دودھ میں خوب گھول نوسادر
حرف جب سوکھیں تو سمجھیے ایسا
سادہ کاغذ دکھائی دیوے گا
آگ پر سینکنے کے ساتھ اس میں
یہ کرامات دیکھ کر جانی

اس سے لکھیے جو ایک کاغذ پر
کہ نہ معلوم ہووے تھے وہ کدھر
لے دوگا تا یہ مجھ سے سیکھ ہنر
آئیں گے کالے کالے حرف ابھر
تو کہہ اٹھے گی حت کسی کی نظر

ہم نے بھیجے ہیں اپنے انشا پاس
لکھ کے ایسی طرح کے خط اکثر

لگا دے شمع کے پیندے پہ شیشہ کا چپٹا
سہارا کھاتا ہوا وہ اس کو حوض میں چھوڑ
جلے گی وہ موئی جوں جوں ابھرتی آوے گی
نہ ڈوبے گی نہ بجھے گی ہنسیں گے سارے منسوٹ

کھینچ گودا دیا سلائی کا
کر کے خالی چنوں کے مہروں کو
کہ نہ معلوم ہو بناوٹ کچھ بھر
کر ابھی او گتے ہیں چنے دیکھو
اور پانی چھڑک دے تھوڑا سا
اُن چنوں سے وہیں سرک دینے

سینک مضبوط سی کوئی لیکر
اُس کی گودی کو اس سے سلیقہ سے بھر
بدلے اوروں سے شرط بجے اس پر
رکھ دے اک تہ میں خاک کے اندر
پڑھ کے کچھ جھوٹ موٹ چھو منتر
پھوٹ نکلیں گی کونپلیں باہر

لکھے جو خط عرق سے لیموں کے
آگ پر دھرتے زعفرانی حرف

سادہ معلوم ہوئے گا بس خبر
نکل آویں گے ہی عجائب سیر

خط موزوں

مشفقنا مد ظلہ العالی
ملتمس یہ کہ خط جو لکھ بھیجیں
سو تو کم بخت ٹھنڈی سانس ہوا
دل پہ جو ہے سو جانتا ہے اوسے
جی کو گوڑا ترس گیا ہے ہے
اُڑ گئی شمع نے کہاں پایا ؟
کرے صبو پیچھے نہ تم سفر میں کہیں
عمر کو تہ سفر کی ہے مشہور رشد

بعد اظہار اشتیاق نیاز
تو اُسے چاہیئے کوئی ہمراز
اور اپنا نہیں کوئی دمساز
پاک پروردگار بندہ نواز
اب تو سننے کو آپ کی آواز
وہ جو ہے ہم میں ایک سوز و گداز
اور پڑھا کیجو پانچ وقت نماز
چلنے والے کی عمر ہے سو دراز

واقعی سچ کہا ہے انشا نے
بیچ دنیا کے ہے نشیب و فراز

قطعہ

دمبدم جھوٹ کے پہ مفت بھپارے دیکر
کیوں کلیجے میں مرے آگ لگاتے ہو تم

غیب سے آن کے جھلسا لگے اس چاہت کو
کس لیے آکے بھلا اور جلاتے ہو تم

پھر وہیں ہے نہ یہ پھیروں نہ الہیانہ للت
بیر جب دیکھو تو کچھ اپنی ہی گاتے ہو تم

یعنی معقول چہ خوش واچھڑی کیا خوب ابلو
چٹکیوں میں مجھے بھی اب تو اڑاتی ہو تم

کہہ کے سمجھوں گی بھلا تجھ سے میں ان شاء اللہ
کیا کیا میں نے جو ہر روز دھراتے ہو تم

قطعہ بطور خط

خان سمو لمکان سلّمہٗ ربّہٗ
آپ کو معلوم ہو بعد نیاز و سلام

فضل الٰہی سے یاں اور تو سب خیر ہے
کٹتی ہے اچھی طرح شکر ہے اس کا مدام

لیکن ابھی کیا کہے کہنے کے قابل نہیں
اب تو جدائی کے ہاتھ زیست ہوئی ہے حرام

دل میں ٹھوکے سے کچھ لگتے ہیں آٹھوں پہر
کوئی اسے کس طرح رکھے بھلا تھام تھام

روز جو وعدے کے دن گنتے ہی گنتے انھیں
انگلیوں کے پورے سوجھ گئے ہیں تمام

پردہ دوری کہیں بیچ سے اٹھ جائے جلد
پردہ نشینوں کی ہے اب دعا صبح و شام

کرلیں بھولیاں باغ تماشے کی سیر
ان میں مچی رہتی ہے اپنی وہی دھوم دھام

اس میں جو روتے ہوئے دیکھ کسی نے لیا
تو یہ جانا کہ ہے رات سے ہم کو نہ کام

بیتیں ہیں انشا کی اور اپنی پہنچی وہی
اس کے سوا ان دنوں کچھ نہیں بندی کا کام

مہرزا صاحب الطاف نشان سلمہٗ
اتنی مدت سے سدھارے نہ کبھی خط لکھا
بعد اظہار تمنا یہ ابھی ہو معلوم
ہم کو ایک پیسے کے کاغذ سے بھی رکھا محروم

قطعہ دربیان طلسمات

گڑ سے لکھے جو ایک وصلی پر
کوئلے سے ملے وصلی کو
دھر کے وہ وصلی ایک تختی پر
اور سکھلا وے لفظ اے پیارے
کہ وہ کالے ہوں حرف بھی سارے
چھینٹے پانی کے خوب سے مارے

حرف انشا وہیں سفید سفید
چمک اٹھیں گے جس طرح تارے

لکھیے چونے سے کچھ ایک کسی فرد پہ
زرد نوسادر ہی پھر سب کو نظر آوے گی
اور سکھا کر اسے خوب مٹا دیجیے
ڈال کر پانی میں پھر سیر دکھا دیجیے

صاف اُبھر آویں گے حرف چمکتے سفید | آپ بھی کرامات کی دھوم مچا دیکے

عرق لیموں آدھے شیشہ میں
اُس میں ایک چٹکی بھر کت دیا
اُبل آویگا وہ عرق منہ تک سا

کھارے ایک آدمی سے بھرلا دے
پیس کر چھوڑ دے تو لے پیارے
سانپ کے طرح مار پھنکا رہے

یہ عجائب طلسم ہے انشاء
دیکھ جس کو بھچک رہیں سارے

مستزاد در مستزاد در فہمیدن نسبت
از زبان ریختی

نسبت وہ جو آرام سے ہی ہاتھ کو سوکیا
کچھ سوچ کے ٹھلا ہوا اس میں کلائی

نوبت کو ترے نام سے ہی ہیل کیسا
مت کر تو اچنبھا کہارے اری باجی

وہ کونسی ہے چیز کہ ان جانوروں سے
کیڑوں کے پروں سے جو بنی سونگی چڑیا
اک ہی اُسے نسبت اور بھی نہیں اُس میں
یعنی تری انگیا۔ اے جان زناخی

کوکا جی بھلا یہ کہو تھی کونسی نسبت
جو لوٹ گیا دیکھ کے کل تیلیوں والا
کس واسطے کل کیوں آنکھو پہ تمہارے
کرتے ہیں تماشا اُسی میں ہی پتلے

کل کرکے ٹھٹولی وہ پری مجھ سے یہ بولی
تولا تجھے ان آنکھوں کے کانٹے میں تو ٹھرا
دن رات سے نسبت کہو کیونکر نہ تجھے ہو
نولاکھ ہو ماشا دکھا یہ تماشا

جھنڈے سے بھلا دیاں کو ہے کونسی نسبت
فرمایئے صاحب اس کو بھی نہ سمجھے

ہی مردوں کے ناموں میں خط سے کسے نسبت
پر اُس سے کہ جس بن کچھ کام نہ ہووے
پہلے وہ لکھا جاوے سُنے جب کہ لفافہ
ہی یہ تیرے انشا اللہ کی خوبی

پہیلی

راقم بابو سکینہ

تالاب میں تیرا کرے دن رات چوٹپا
ہر شخص اُسے دیکھ کے نہوڑا دے سراپا

کیا ہی وہ بھلا جی پوچھو تو پہیلی
یہ چال انوکھی ہی قبلہ نما کی ::

جا بیگموں کے منہ لگے ایک کالی سی حبشن
لوہے کی جنی ہووے اُسے سب کہیں نا بنا

دونا کرے جوبن وہ کیا اری سوتن
صورت میں پری سی وہ یعنی کہ مسی

تاروں کی بنائی ہوئی اک ناگنی ایسی
پی جاوے جو تالاب بھی اک سار کی سارا

سر جس کا سنہرا ہے کس رات میں ظالم
یعنی کہ جلائی ہی تو جو وہ بتی

اندھیاری میں جو پیٹ سے ہو کون بھلا وہ
لڑکا جو نگوڑا جنے سو بھوت سے کالا

جھٹ جن پری دو ہیں جب پاوے اُجالا
اسے دائی جنائی پرچھائیں اری بی

مستزاد خماسی

بن پھاند کے کل رات جو دیوار نہ جاتی۔ کنڈی نہ ہلاتی۔ جاگر نہ جگاتی
نیند اس کو نہ آتی۔ جوبن کی وہ ماتی تیوری نہ ہلاتی۔
اور چٹکیوں میں میرے نہیں صبح اڑاتی۔ ہاتھوں پہ نچاتی۔ گاتی نہ بجاتی
کھاتے کو نہ کھاتی۔ پھر تو نہ بلاتی۔ سو سوہلی گاتی۔

پہیلی

وہ کون جسے یوں سے اودھر دیکھو تو چلو
دھیڑنہ وہ آیو۔ آگے ہی سے آکر
گھر والی کے آنے کی خبر وہ ہی سناتا
مت بھول دوانی کوا ارے جانی

ہے کون درخت ایک کہ باون تو پھل اس کے
اور پھول سو النٹھ ہیں گر چار رہیں سپنے
ماتھے پہ لگا چاند ہے اور ٹھڈی پہ تارا
دنیا میں الٰہی۔ قائم رہے اس کی

وہ کیا ہے سنتوڑے کو لگتا ہو اُس سے

دکھائی نہ دیوے پہ دھوم مچاوے

کہتے ہیں بھلے لوگ جسے جان جہاں تھا

سوکیا کہ وہ پچھتے — وہ اندر کے اچھے

وہ چیز بھلا کیا کہ جسے جتنے بنائے
چھوٹے نہ چھٹے آپ رہے جیسے کا تیسا

اللہ میاں نے سو سب ہیں اُسی میں
اور کارروائی کر جائے وہ سب کی

تمام شد

(مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

کیا ریختی کہہ کہہ کے کیا نام ہے پیدا ❀ ای جان ترا عیب بھی بہتر ہی ہنر ہے

اب تلاش نہ کیجیے

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ کتاب جس کی لوگ عرصہ سے جستجو کر رہے چھپ گئی کتب خانوں کی چھان بین، اور دوستوں کی خوشامد سے چھٹکارا مل گیا۔ یہ وہی نادر کتاب ہے جس کو **دیوان جان صاحب** کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جو لکھنؤ کے مشہور ریختی گو شاعر **میر یار علی جان** کا سرمایہ عمر ہے۔ اگر لکھنؤ کی بیگماتی ٹکسالی زبان۔ مستند اردو محاورے اور واجد علی شاہ کے زمانے کی معاشرت کا فوٹو دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھیے اور لطف اٹھایئے اس کا دیباچہ جس کو مصور لطافت آغا حیدر حسن صاحب دہلوی نے اپنے پورے زور قلم سے بیگماتی زبان میں لکھا ہے سونے پر سہاگے کا کام دیتا ہے۔ سائز مختصر جلد خوشنما

معہ فرہنگ بیگماتی محاورات۔ قیمت مجلد (عمر)

منیجر نظامی ایجنسی بک ایجنسی بدایوں یو۔پی

Date	No.	Date	No.
DEC … 1960			